اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے ۹

نمبر (۴۴) مطبوعہ ۲ - نومبر ۱۸۹۴ء بروز جمعہ جلد (۲۲)

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے - عہ

قیمت بیرونجات سے سہ محصولڈاک - عہ

قیمت دو کاپیوں سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی - عہ

ایک شخص کے نام سے سات کاپی کے دام وصول ہونے پر ایک کاپی مفت دی جائیگی - ہر حالت میں قیمت پیشگی لی جائیگی ؛

ایڈیٹوریل

محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت رکھی بلکہ اس میں ہے کہ اس نے ہم سے محبت رکھی - اور اپنے بیٹے کو بھیجا کہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہووے ؛

ا - یوحنا ۴ - ۱۰

اس میں شک نہیں - کہ جب خدائے خالق ارض و سما نے سب کچھ پیدا اور مہیا کر کے آدم اول کو خلق کیا - تو وہ اپنے خالق و مالک کے سوا کسی کو دوست نہ رکھتا تھا - اور صرف اسی کے ساتھ محبت صادق رکھ کر اس کی طاعت و عبادت میں مسرور و مشغول تھا ؛ لیکن افسوس ! وہ اس مبارک حالت میں قایم نہ رہا - اور امتحان میں پڑکر خدا سے دور و مہجور ہوگیا - اُسکو خدا کی حضوری سے خوف آیا - اور اُس کے حضور سے بھاگ کر اپنے کو درختوں میں چھپایا ؛ محبت کے بدلے اُس کے دل میں خدا سے نفرت و دحشت پیدا ہوگئی - اور طاعت و عبادت کی جگہہ نافرمانی و بغاوت داخل ہوئی ؛ اُس کی عقل یہاں تک زائل ہو ہوگئی - کہ اُس نے اپنے کو باغ کے درختوں میں اُس ہمہ جا حاضر و ناظر - دانائے نہاں و آشکار سے چھپانا چاہا جس کا عرفان داؤد کے لئے نہایت عجوبہ تھا - اور جس کی نسبت اُس نے یوں لکھا ہے :- "تیری روح سے میں کدھر جاؤں - اور تیری حضوری سے میں کہاں بھاگوں ؟ اگر میں آسمان کے اوپر چڑھ جاؤں - تو تو وہاں ہے - اگر میں پاتال میں اپنا بستر بچھاؤں - تو دیکھ تو وہاں بھی ہے ؛ اگر صبح کے پنکھ لے کر میں سمندر کی انتہا میں میں جا رہوں - تو وہاں بھی تیرا ہاتھ مجھے لے چلے گا - اور تیرا دہنا ہاتھ مجھے سنبھالے گا ؛ اگر میں کہوں - کہ تاریکی تو مجھے چھپا لے گی - تب رات میرے گرد روشنی ہوجائیگی - یقیناً تاریکی تیرے سامنے تیرگی نہیں پیدا کرتی - بر رات دن کی مانند روشن ہے تاریکی اور روشنی دونوں یکساں ہیں " زبور ۱۳۹ - ۷ سے ۱۲ تک ؛ لیکن حقیقت یہہ ہے - کہ آدم جب گناہ کا مرتکب ہوچکا اُس نے خدا کی حضوری میں آپ کو کھڑا رکھنے کے ناقابل سمجھا اور نہ چاہا کہ اپنا شرمسار چہرہ اُس کو دکھلاوے - اور وحشیانہ طور سے جسم پر پتے لپیٹے ہوئے اپنی برہنگی اُس پر ظاہر کرے ؛ اگر بھی وہ اپنی لاانتہا قدوسی و عدالت کے تقاضا کے موافق اسی بدبختی کی حالت میں آدم کو چھوڑ دیتا - اور چاہتا - کہ وہ آپ اپنی برگشتگی کا چارہ کرے - اور اپنے ہی کسی عمل و کوشش سے اپنی گم شدہ سعادت و شرافت کو پھر حاصل کرے - تو آج کے دن تک اُس کو اگر وہ زندہ رہتا سخت مایوسی و ناکامی کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوتا - اور اُس کے ساتھ اُس کی نسل بھی ہمیشہ کے لئے الٰہی قربت و حضوری سے دور و مہجور - اور معتوب و مقہور رہتی ؛ ایسی خراب انسانی حالت کا کون اندازہ کرسکتا ہے ؟

الٰہی رضامندی۔ اور حصول نجات میں انسان کی بے مقدوری و لاچاری کی نسبت تجربہ کار مشہورِ روزگار مصنف زبور نے بہت درست لکھا ہے کہ ’’ اُن میں سے کسی کا مقدور نہیں۔ کہ اپنے بھائی کو چھڑا دے۔ یا اُس کا کفارہ خدا کو دیوے۔ کہ اُن کی جان کا فدیہ بھاری ہے۔ یہہ کام ابد تک موقوف رکھنا ہوگا۔ کہ وہ سدا جیتا رہے۔ اور ہرگز موت کو نہ دیکھے‘‘ زبور ۴۹۔ ۷، ۸، ۹ :: پس اِس پریشان حالی میں جبکہ انسانیت چلاتی تھی کہ ’’ خطاؤں نے مجھے مغلوب کیا ہے ہمارے گناہوں کا کفارہ تو ہی کرے گا‘‘ تو خدا نے۔ جو محبت ہے۔ جس کا غصہ ایک دم کا ہے۔ اور جس کے کرم میں زندگانی ہے‘‘ اور جو غصہ کرنے میں دھیما اور شفقت میں بڑھکر ہے۔ جس کا جھنجھلانا دائمی نہیں۔ اور جو اپنے غصہ کو ابد تک نہیں رکھ چھوڑتا‘‘ اُس کی حالت زار خوار پر رحم کیا۔ اور آپ ہی اُس کے بچانے کی تدبیر نکالی۔ اور غم شدہ و دل شکستہ آدم کو ایک ایسے بچانے والے اور درمیانی کی خوشخبری سے جو عورت کی نسل سے ظاہر ہو کر۔ اپنی ایڑی کو کُچلوا کر اُس کے دشمن کے سر کو کچلے۔ حیات تازہ اور مسرت بے اندازہ بخش کر از سرِ نو جادۂ تسلیم و رضا میں قدم رکھنے کے لئے قابل کر دیا۔ بقول شخصے ’’ جو دروازہ اندر سے بند کیا گیا وہ اندر ہی سے کھل سکتا ہے‘‘ صرف اِس نہایت مختصر خوشخبری پر ایمان لانے۔ اور وعدۂ الٰہی کو یقینی جاننے کے لئے آدم کے کان میں گویا الٰہی آواز یہہ کہتی ہوئی سنائی دی۔ کہ ’’ میں نے تیری خطاؤں کو بادل کی مانند۔ اور تیرے گناہوں کو گھٹا کی مانند مٹا ڈالا۔ میری طرف پھر آ۔ کہ میں نے تیرا فدیہ دیا ہے‘‘ ::

بعض لوگ اِس مشکل کو پیش کر کے یہہ سوال کیا کرتے ہیں کہ آدم کے وقت سے مسیح کے ظاہر ہونے تک جو لوگ گنہگار تھے اُن کی نجات کس ذریعہ سے ہوئی ہوگی۔ کیونکہ مسیح نے اُس عرصہ میں مجسم ہو کر گنہگاروں کے لئے اپنے کو کفارہ میں نہیں گذرانا تھا؟ ایسے سوال کا صاف اور صحیح جواب یہی ہے۔ کہ اُسی ایک کامل خوشخبری پر جو آدم کو دی گئی۔ ایمان لانے سے جملہ متقدمین و متاخرین کی نجات ہو سکتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ وہ ایمان رکھتے تھے۔ کہ موعودہ نجات دہندہ آوے گا۔ اور ہم یہہ ایمان رکھتے۔ کہ وہ موعودہ نجات دہندہ آ گیا :: اور یہہ فرق بھی صرف انسانی خیال سے ہے ورنہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک ماضی و مستقبل یکساں ہے :: پس ’’ جب وقت پورا ہوا خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ جو عورت سے پیدا ہو کر شریعت کے تابع ہوا۔ تاکہ وہ اُن کو جو شریعت کے تابع ہیں مول لے۔ اور ہم لے پالک ہونے کا درجہ پاویں‘‘ درحالیکہ وہ فرشتوں کا نہیں۔ بلکہ ابرہام کی نسل کا سہارا دینے والا تھا‘‘ اِس سبب سے ضرور تھا۔ کہ وہ ہر ایک بات میں اپنے بھائیوں کی مانند بنے۔ تاکہ وہ اُن باتوں میں جو خدا سے علاقہ رکھتیں لوگوں کے گناہوں کا کفارہ کرنے کے واسطے ایک رحیم اور دیانتدار سردار کاہن ٹھہرے‘‘ عبرانیوں ۲۔ ۱۷۔

یہہ بے نظیر تعلیم محبت مسیحیت کے دنیا کے کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ اور نہ کسی پہلے مذہب نے سکھلائی کہ ’’ محبت اِس میں نہیں۔ کہ ہم نے خدا سے محبت رکھی۔ بلکہ اِس میں ہے۔ کہ اُس نے ہم سے محبت رکھی۔ اور اپنے بیٹے کو بھیجا کہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہووے‘‘ کیا یہہ عجیب خود نثار محبت نہیں۔ کہ وہ جو مخدوم و مسجود ملایک۔ اور معبود خلایق تھا وہ شکل انسانی میں انسان کے بچانے کے لئے آوے۔ اور خادم کی صورت پکڑ کے اُن کے لئے اپنی جان تک دینے سے دریغ نہ کرے؟ کون اِس بے مثل محبت کی وسعت و عظمت کا بیان کر سکتا ہے؟

بعض لوگ اعتراضاً یہہ سوال کیا کرتے ہیں۔ کہ کیا خدائے قادر انسان کو اور کسی تدبیر سے نجات نہیں دے سکتا تھا۔ کہ اُس کو ضرورت لاحق ہوئے۔ کہ اپنے بیٹے کو دنیا میں دُکھ اُٹھانے کے لئے۔ اور اپنے کو کفارہ میں گذراننے کے لئے بھیجے؟ ہم اِس کا معقول و منقول یہی جواب دے سکتے ہیں کہ اگر اِس سے بہتر اور کوئی تدبیر ہوتی۔ تو وہ ضرور اُس کو اختیار کرتا +

چونکہ بگڑی اور گری ہوئی واجب التعزیر انسانیت کے سدھارنے۔ اُٹھانے۔ اور خدا کے حضور میں اُس کو مغفور و منظور ٹھہرانے کے لئے ایک کامل انسانی نمونے اور فدیہ کی ضرورت تھی۔ لہذا کلمۃ اللہ کا بشکل انسان مجسم ہو کر دنیا میں آنا رحمت و فضل الٰہی کی ایک کامل دلیل ہے۔ جس نے سب کچھ درست کر دیا۔ اور انسان کو از سرِ نو خدا کی صورت پر بن جانے کا اقتدار بخشا۔ اور اب بقول مسیحی شاعر:

انسانیت کو فخر ہے ذات مسیح سے
عزت نہ تھی خاک کی یکماس کی فرانہ تھی:

مدراس کرسچن لٹریچر سوسائٹی کی طرف سے جو کام اشاعت کتب دینی۔ علمی و اخلاقی کا بہت برسوں سے جاری ہے۔ فی الحقیقت نہایت قابل تعریف۔ اور ملک کے لئے ایک بڑا بابرکت ہے: سوسائٹی مذکور کی طرف سے ہر سال نئی نئی کتابیں۔ جو اہل علم کے لئے نہایت مطبوع و مفید ہیں چھپ کر ارزاں قیمت پر خاص و عام کو دستیاب ہوتی رہتی ہیں اور ایسا کرنے میں وہ اپنے فرائض کو کماحقہٗ ادا کر رہی ہے :: فی الحال منتظمان سوسائٹی نے چند انگریزی کتابیں براہ مہربانی ہمیں عنایت فرمائی ہیں جن کے لئے ہم اُن کے بدل شکرگذار ہیں :: ضرور ہے کہ ہم اِن کتابوں کی کیفیت آئندہ کو انگریزی خواں ناظرین کو بتلائیں کہ وہ کیسی کارآمد ہیں:

فی الحال ہم پریس کی نسبت جو زمانہ حال کے لئے ایک بڑی برکت اور فائدہ بخش شے ہے اور روز بروز و بترقی ہے۔ اتنا لکھنا مناسب سمجھتے ہیں کہ اِس ایک ہی آلے کے استعمال کرنے میں مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کے درمیان کس قدر فرق عظیم نظر آتا ہے :: جبکہ مقدم الذکر اُس کو خدا تعالیٰ کے عظمت و جلال کو ظاہر کرنے۔ اور اپنے ہمجنسوں کو علمی۔ اخلاقی۔ و روحانی فوائد پہنچانے کے لئے کام میں لاتے ہیں۔ موخر الذکر اُس کے استعمال سے صرف دنیوی فواید حاصل کرنا ہی مقصد اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ جو مناسب حد تک برا بھی نہیں ہے۔ مگر بعض نے تو اِس برکت خداداد کو دنیا میں بداخلاقی۔ و شرارت پھیلانے اور اپنے مخالف عقاید و خیالات والوں کی توہین و تضحیک کے لئے ایک نہایت بڑا کارآمد ہتھیار بنا رکھا ہے :: مبارک ہیں وہ پریس۔ جو نفی نمنا

مراسلات

سگِ دنیا

شیفتۂ دنیا بہ دنیا دار ہے
خواہش سگ جانب مردار ہے ✚

عالم سفلی میں موجودات کی تین قسمیں ہیں - جمادات نباتات اور حیوانات ؛ یہہ تینوں قسمیں بحیثیت حد معنوی سب میں شامل ہیں اور اجسام طبعی سب کو حاصل ہیں - سب یکساں ہیں - لیکن بعد امتزاج عناصر اربعہ* کے جیسی قابلیت جس میں پیدا ہوئی اُس کے واسطے ویسی ہی فضیلت بھی ہے ؛ اس مقام پر ہم صرف حیوانات میں سے حیوان ناطق کی کچھہ تعریف کرکے اپنے عنوان کیطرف رجوع ہونگے ✚

انسان صفتِ نطق سے موصوف ہے - اسی وجہہ سے انسان کو دیگر حیوانات پر فضیلت حاصل ہے - اور بسبب اِس صفت کے انسان سب اقسام اجسام پر ممتاز ہے ؛ مگر نطق سے مراد فقط بولنا اور باتیں کرنا نہیں ہے - بلکہ اُس سے مراد قوت ادراک معقولات ہے - اور نیک و بد میں تمیز کرنا - خیر کو شر سے جدا کرکے پہچاننا اور اپنے خالق کے مقصود کو جانکر اُس کی مرضی بجالانا ؛ اِسی وجہہ سے حق تعالیٰ نے انسان کے جملہ حوائج اور ضروریات کا مدار رائے و تدبیر اور صنعت پر رکھا - ورنہ بہایم اور پرندوں کو خدا نے تعالیٰ نے کسی تدبیر و رائے یا صنعت کا محتاج نہیں رکھا ؛ بعض انکی ضروریات اُن کے بدن ہی میں موجود ہیں - اور بعض قدرتی طور سے اُن کے لئے مہیا کر رکھی ہیں ؛ اگر کسی کو محتاج صنعت کا کیا تو اُس کو صنعت بھی تعلیم کردی - مثلاً گھونسلا جیسے بنانا - یا ماند کھودنا وغیرہ ؛ بخلاف اس کے انسان کی غذا - لباس - نفع - نقصان - سب بنحصر صنعت پر رکھا - اور ضرورت کو اُس کی رائے اور تدبیر کے حوالہ کیا - اور یوں ہی نیکی اور بدی کو بھی اُسکی فعل مختاری پر چھوڑدیا چاہے تو اپنے افعال نیک سے حُسن آخرت کو اختیار کرے - یا چاہے تو اپنے افعال بد سے ہلاکت ابدی کا وارث ہو اور وقتاً فوقتاً اپنے پاک اور برگزیدہ لوگوں کی معرفت اپنے الہام سے بھی اُسے آگاہ کیا - اور بار بار سکھلایا - کہ کس طرح معبود حقیقی کی عبادت کرکے اپنی روح کو ایک حسین اور خوبصورت ملک بنائے ؛ بہایم کو خداوند کریم نے اپنی بندگی سے آزاد کیا - کیونکہ وہ اپنی بزرگی اور حشمت صرف انسان سے چاہتا ہے - حالانکہ بہایم اور دیگر موجودات کے خلق کرنے سے بھی اُس کا جلال اُسی قدر ظاہر ہوتا ہے - جتنا کہ انسان اشرف المخلوقات کے وجود میں لانے سے ؛ نباتات اور حیوانات مطلق بھی اُس کی حمد و ثنا میں مسجود ہیں مگر اُس قادر مطلق نے اپنی خاص بندگی اور اطاعت کے لئے صرف انسان کو منتخب کیا ؛ پس اس لئے انسان پر فرض ہے - کہ اپنے خالق خدائے واحد کی بندگی و بزرگی کرے - اُس کی بزرگی اور جلال کسی دوسرے کو نہ دے کیونکہ سوا اُس کے کوئی دوسرا خدا نہیں - وہ خود حکم کرتا ہے - کہ میرے آگے تیرے لئے کوئی دوسرا خدا نہو ؛ مگر بعض بشر ایسے ہیں جو صورت تو انسان کی رکھتے ہیں - مگر خصایل اُنہیں بہایم کے ہیں - یعنے صرف کھانا - پینا - پہننا - عیش و عشرت کرنا - اور سو رہنا ؛ یہی اُن کا خاص کام ہے - باقی اپنے خالق کو یاد کرنا - یا اُس کی ستائش میں اپنی زبان (جو اُسی کی دی ہوئی ہے) ذاکر رکھنا وہ عار سمجھتے ہیں ؛ دیگر قسم کے وہ لوگ ہیں - جنکا فہم و علم و کمال اپنے خالق کی بابت بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے - اور وہ لوگ معاش کی طرف بقدر ضرورت توجہ کرتے ہیں - اور ہمہ تن اصلاح امور معاد میں متوجہ رہتے ہیں اور ان کا نفس ہر وقت طالب کمال رہتا ہے ؛ اُن کو تمام نوع بشر پر ترجیح و فضیلت ہے ؛ اسی جہان عالم میں تواریخ ہم کو بتلاتی ہے - کہ چند ایسے لوگ بھی گذرے ہیں - جن کے دل کل دنیا کی لذتوں سے بالکل تو پاک نہیں تھے مگر تو بھی جملہ امور اُن کے جنبی وگلی اعلیٰ درجے کے کمال کے طالب تھے (حالانکہ وہ سب کامل نہ تھے ؛ کلام اللہ سوائے ایک کے اور کسی کو کامل نہیں بتاتا - اور وہی ایک جو بالکل کامل اور بے عیب تھا خود اپنے حق میں دعویٰ کرتا ہے - کہ کون تم میں سے مجھپر گناہ ثابت کرسکتا ہے) ایسے لوگوں کو خداوند کریم نے وحی و الہام سے تائید فرمائی یہہ لوگ صورت انسان میں ہوکر سیرت فرشتوں کی رکھتے تھے - اور اس حالت میں فرشتوں سے بڑھکر تھے ؛

کلام اللہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا - کہ انسان دو طرح پر تقسیم کئے گئے ہیں - ایک تو وہ - جن کو کلام مقدس خدا پرست کا خطاب دیتا ہے - دوسرے جن کو وہ دنیا پرست کہتا ہے ؛ ہمارے مضمون کا عنوان "سگِ دنیا" ہے جو بالعوض دنیا پرست کے استعمال کیا گیا ہے ؛ خدا کی لاانتہا صفتوں میں سے دو صفتیں عدل و رحم ہیں - جو خاص کر ان مذکورہ بالا فرقوں سے متعلق ہوکے پر منحصر ہیں ؛ اگر یہہ تفریق نہوتی تو دونوں صفتوں کا ظہور بھی

نوٹ * ؛ عناصر اربعہ عام محاورہ کے طور پر لکھا گیا ہے - ورنہ اس وقت تک ۷۰ عنصر دریافت ہوئے ہیں - جو کل کائنات کی بناوٹ میں شامل ہیں ؛ اور اربعہ عناصر آب - آتش - خاک - باد - تو کوئی خاص عنصر نہیں ہیں - بعض ان میں مرکب ہیں - اور بعض کچھہ بھی نہیں ؛ مثلاً آب مرکب ہے - دو مفردوں یعنے عنصروں - آکسیجن - اور ہیڈروجن سے ؛ آتش یہہ نہ مفرد ہے - نہ مرکب - بلکہ ایک اثر ہے - دو مفردوں کے آپس میں ملنے کے وقت جو حرارت پیدا ہوتی ہے اُسکو آتش کہتے ہیں ؛ عام طور پر اُس کو جلنا کہتے ہیں مگر کیمیا وی اصطلاح میں اُس کو ملنا کہتے ہیں ؛ خاک بھی کوئی خاص

بقیہ نوٹ * ؛ مفرد نہیں ہے ؛ باد مرکب ہے دو غیر ملے مفردوں آکسیجن اور نائیٹروجن سے علاوہ اُس کی اور بھی چند چیزیں ہیں مگر جز اعظم وہی مفرد ہیں ؛ شائق

خدا میں لازم ہوتا۔ جیسا کہ ایک بزرگ فادر کا قول ہے کہ "خدا ہمیشہ سے رحیم و عادل نہ تھا۔ مگر جب انسان نے گناہ کیا۔ تو اُس نے ان دونوں صفتوں کو اختیار کیا۔ گو یہہ دونوں صفتیں ابتدا سے اُسکی ذات میں موجود تھیں"۔

ہم اپنے اس مضمون میں صرف دنیا پرست۔ یا سگِ دنیا کی زندگی کے حالات پر ذرا غور کرنے کے لئے ناظرین کی توجہ طلب کرتے ہیں۔

دنیا پرست پاکیزگی اور الٰہی محبت میں کوتاہی۔ پہلو تہی سستی و بے پروائی کرتا ہے۔ اُس کے خدا پرست ہمدرد اُس کی اس بدترین حالت کو دیکھ کر نالاں اور شاکی رہتے ہیں۔ اور آخر کو تنگ کر وہ بھی اُس سے کنارہ کشی کرنا ہی انسب جانتے ہیں کیونکہ وہ بخوبی واقف ہیں۔ کہ اس کا سبب صرف یہہ ہے کہ اس شخص کو معرفت الٰہی کا عرفان حاصل نہیں ہوا۔ اور نہ وہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ خیر و شر میں تمیز نہیں کرتا۔ روح کے نفع و نقصان کی اُس کو چنداں پروا نہیں۔ فوائد علم و حکمت سے جاہل۔ اور یہہ عادت اُس کے قلب میں راسخ ہو گئی ہے۔ ایسے شخص کو کوئی نصیحت۔ یا کلمات ہمدردی ہرگز کچھ اثر نہ کریں گے۔ مگر خدا کی روح کے آگے کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اُسنے بڑے بڑے سنگدلوں کو موم کر دیا ہے۔

دنیا پرست رات دن بد صحبت کی تلاش میں رہتا ہے معرفت الٰہی سے دور دور بھاگتا ہے۔ ایسے لوگوں کے حق میں داؤد نبی کا کلام یوں صادق آتا ہے۔ کہ لعنت ہے اُس شخص پر جو شریروں اور خطاکاروں کی مجلس میں بود و باش کرتا ہے۔ اور خداوند کے کلام سے نفرت رکھتا ہے۔ دنیا پرست کی طبیعت نیکوکاروں کی طرف سے متنفر ہے۔ اپنے نفس کے واسطے بھی سوائے اُن باتوں کے جنکا عادی ہو گیا ہے کسی طرح کے کتاب کی تصنیف و کمال کو پسند نہیں کرتا بلکہ اگر ایسا موقعہ و محل بہم پہنچتا ہے۔ تو حذر کرتا ہے۔ پہلو تہی کر جاتا ہے۔ ایسے لوگوں سے جو صاحب فضائل و محبت ہوتے ہیں نفرت کرتا ہے۔ دور دور بھاگتا ہے۔ جیسے کوئی کاٹنے کھاتا ہے۔ ہمیشہ اسی فکر میں رہتا ہے۔ کہ اپنی تن پروری و خواہش پسندی و اطاعت نفس امارہ۔ و رضا جوئی طبیعت و مادۂ شہوانی و لذائذ نفسانی کا درپے ہے۔ اُس کو اس سے کچھ غرض نہیں۔ کہ اُس کا انجام کیا ہوگا۔ کیا کرتا ہوں کس راہ پر چلتا ہوں۔

وہ ہمیشہ لال اور مہین کپڑے پہننے کا عادی ہے۔ اس دنیا پرستی میں انسانی ہمدردی کو بھی اُسنے خیرباد کہہ رکھا ہے۔ وہ ایک نظر جنوں بھری لعذر کو نہیں دیکھتا کہ وہ کسطرح اپنی اس تباہ حالی میں اُس کی میز سے گرے ہوئے ٹکڑوں کو چن چن کر کھا رہا ہے۔ افسوس صد افسوس! کہ کتے جو ازنوعِ بہائم ہیں۔ اُس کی ہمدردی کر رہے ہیں۔ اُس کے گھاؤں کو چاٹ کر صاف کر رہے ہیں۔ مکھیوں کو اُڑا رہے ہیں۔ مگر یہہ شخص جو اُسی کا ہمجنس۔ اُسی کا بھائی اُسی کی مانند جسم رکھتا ہے۔ ذرا نظر بھر کر نہیں دیکھتا۔ کہ میرے ایک بھائی پر کیا گذر رہی ہے۔ وہ اپنی نخوت کے جام میں الست ہے۔ مگر وقت آئے گا۔ کہ وہ خود اس ناسوروں بھرے لعذر کا محتاج ہوگا۔ وہ آرزو کرے گا۔ کہ کاش ناسوروں سے بھرا ہوا لعذر اپنی اُنگلی کا ایک پور بھگو کر میری جلتی زبان کو ٹھنڈا کرے۔ وہ حسرت بھری نگاہ سے لعذر کے آرام اور چین کو دیکھے گا۔ اور اُسکی تمنا کریگا۔ مگر اب تو اُس کو ایک پانی کا قطرہ اپنی زبان کی تپش بجھانے کو بھی نصیب نہو گا۔

اُس وقت دنیا پرست اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو یاد کرے گا۔ مگر کوئی کام نہیں آویگا۔ وہ اُنکی شان و شوکت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اور اگر ممکن ہو تو زور سے اُنکو پکار کر نصیحت کرے گا کہ دنیا پرستی چھوڑ کر حق پرستی کو اختیار کرو۔ وہ ضرور کہیگا۔ کہ اس شان و شوکت کو چھوڑ کر خدائے واحد لاشریک کی جستجو کرو۔ ایسا نہو۔ کہ تم بھی میری طرح اس عذاب شدید میں پڑو۔ مگر اب تو اُس کی زبان ہمیشہ کے لئے اُس کے تالو سے کھنچ جائیگی۔ وہ قبر کی چار دیواری کے اندر بند کیا جاویگا۔ کیونکہ جب تک وہ دنیا میں تھا۔ اُس کو اس سے کچھ غرض نہ تھی۔ کہ اس کی شان و شوکت اور غفلت کا کیا انجام ہوگا۔ اُس کو اپنی روح کی کچھ فکر نہ تھی۔ وہ اپنے جسم کو آراستہ کرنا جانتا تھا۔ وہ فانی خوشی سے نادیدنی اور ابدی خوشی کا مضحکہ کیا کرتا تھا۔ جو لوگ اُس کے بارہ میں کچھ ذکر کرتے تھے اُن کو سڑی و سودائی کے خطاب اُس کی سرکار سے عطا ہوتے تھے۔ غرض کہ وہ اپنی لذت طلبی میں ایسا ڈوبا ہوا ہے کہ دریائے غفلت و مدہوشی سے اُبھرتا ہی نہیں۔ ایسی بیہوشی کی نیند کا ماتا ہے۔ کہ آنکھ نہیں کھولتا۔ وہ رات دن شراب خودپسندی میں الست پڑا رہتا ہے۔ اور اُنہیں چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ ویسے ہی لہو لعب کو بہتر سمجھتا ہے۔ جو اُس کو چونکنے نہ دیں بلکہ نشۂ غفلت تہہ بہ تہہ کر کے دو آتشہ کر دیں۔ کیونکہ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اگر میں ذرا بھی ہوش میں آیا۔ تو عقل ایسا کام کرنے لگے گی۔ اور سب سے پہلے عقل اس بات کا حکم دیگی۔ کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح پر آمادہ ہو۔ اور یہہ امر اُس کی انتہا کی اذیت کا باعث ہوگا۔ پس وہ کیوں ہوش میں آکر عقل کی نصیحت سے اذیت کا متحمل ہو؟ وہ عقل کو بالائے طاق رکھکر غفلت کے حوالے لیتا ہے۔ ایسا شخص اُنہیں لوگوں کو دوست رکھے گا جو اُس کو اُسی حالت میں پڑا رہنے دیں۔ اُس کی اُسی حالت کو پسند کریں۔ لذت ہی اُس کو اُس چیز میں ہوگی۔ جو اُس کو بیخود رکھے۔ لہذا ایسی حالت زشت میں اپنی عزیز روح کو ضایع کریگا۔ اور اپنے نزدیک وہ اُسکو اپنی سعادت سمجھے گا۔ اُس کے حاشیہ نشین بھی اُس کی اس حرکت سے اُس کو نہ روکیں گے۔ کیونکہ وہ خود بھی اُسی کی طرح ہیں۔ اور اپنی خودغرضی سے اُس کی آتش ہوا و ہوس کو زیادہ بھڑکاتے رہیں گے۔ تاوقتیکہ غفلت کا جام پیتے پیتے وہ موت کا جام پی کر قبر کی چار دیواری میں نہ ہو۔ ایسا شخص تو ظاہر میں نفس پرور ہے۔ پر حقیقت میں اپنی روح اور جسم دونو کا دشمن ہے۔ اور انجام ایسے شخص کا سوائے حسرت و افسوس اور ہلاکت کے اور کچھ نہیں ہے۔

دنیا پرست اپنی نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے بڑی بڑی تدبیریں کام میں لاتا ہی۔ گاہے شکووں کے دفتر کے دفتر لکھ ڈالتا ہی۔ یہہ کس واسطے؟ صرف اپنی شہوائے نفسانی کے پورا کرنے کے لئے۔ وہ خدا کی حمد وثنا میں اپنی زبان کو والا کرنا سب سے بڑا ننگ جانتا ہی۔ حقیقی محبوب یعنے اپنے خالق کو چھوڑکر مجازی حسن پرستی کا شیوہ اختیار کرتا ہی۔

اپنے مطلب کے حاصل کرنے کے لئے عجلت کرتا ہی اور وصال کے اشتیاق میں گھڑیاں گنتا ہی۔ ایک ایک ساعت اُس کو ایک ایک سال کے برابر گذرتی ہی۔ اپنی خیالی دنیا میں معشوق کے مکان کے باہر ناچار بیٹھا ہوا دکھڑا رو رہا ہی۔ شکائتیں کر رہا ہی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھر رہا ہی۔

دنیا پرست جس طرح اپنی روح وجسم کو دھوکھا دیتا ہی۔ چاہتا ہی کہ خدا کو بھی دھوکھا دے۔ وہ اپنی زبان سے خدائے عزوجل کی محبت کا دعویٰ کرتا ہی۔ حالانکہ جو کچھ وہ اپنی زبان سے کہتا ہی اُس کے معنی ومفہوم کو بالکل نہیں سمجھتا۔ شاید پنج وقتہ نماز پڑھتا اور تیس روزے بھی رکھتا ہی۔ زکوٰۃ بھی دیتا ہی۔ مگر یہہ سب ظاہر داری ہی۔ باطن کا حال اُس کا نہایت خراب ہی۔ اور حقیقی اطاعت وبندگی جو خدائے پاک نے اپنے بندوں کے لئے مقرر کی اُس پر کبھی توجہ بھی نہیں کرتا۔ خدا سے ایسا شخص واقف نہیں ہی۔ اور یہہ بات ظاہر ہی۔ کہ محبت کسی شخص کی کسی شخص کے واسطے نہیں ہو سکتی۔ جبتک کہ وہ اُس کے حالات اور کوائف سے معرفت کامل حاصل نکرے۔ اور حبیب محبوب کی صفات پر مطلع نہو۔ اُس کا اصلی خدا۔ (اُس کی سمجھ میں) اور محبوب تو دنیا ہی ہی۔ وہ اپنے خالق پروردگار کو کب جانتا۔ اور کس طرح جان سکتا ہی۔ کیونکہ لکھا ہی۔ کہ ”تم خدا اور دنیا دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے“۔ پس جب دنیا اُس کا خدا اور محبوب ہوئی۔ تو خدا سے اُس کو واسطہ نرہا۔ جو بھلے سے بُری کو تمیز نہیں کر سکتا وہ خدا سے ہرگز ہرگز محبت نہیں رکھ سکتا۔

جس وقت تک دُنیا کی فانی دولت فانی جسم کے خوش کرنے اور بیش قیمت روح کو برباد کرنیکو اُس کے پاس موجود ہی دُنیا پر جان دینے والے اُس کے یار بنے رہتے ہیں۔ کسی کو یہہ جام بھر کر دے رہا ہی۔ کوئی خوشامد کے الفاظ میں اِس آب سیاہ کی تعریف کر رہا ہی۔ کوئی طبلہ کی تھاپ پر دیوانہ ہی۔ کوئی جلسہ کی ہر شے وانتظام کو اپنے مذاق کے مطابق پاکر مرزا غالب کا یہہ شعر جوش وخروش سے الاپ رہا ہی۔

لطف خرام ساقی وذوق صدائے چنگ
یہہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہی

کوئی دنیا پرست اپنے باپ کا مال ہتھیاکر کسی دور دراز ملک کا عزم کرتا ہی۔ تو شیطان کے ایجنٹ فوراً اُس کے لئے خیر مقدم کو بڑھتے ہیں۔ اور صدائے احسنت سناتے ہیں۔ اور دنیا کے بیفکرے اُس کے چوگرد جمع ہوکر اُس کی روح کو قابلِ جہنم بناکر چھوڑتے ہیں۔ اور یہہ سیدھا سادہ آدمی اِن شیطان کے ایجنٹوں کے پھندے میں پھنسکر۔ اور اُنکی چکنی چپڑی باتوں پر فریفتہ ہوکر عیش وعشرت کے سامان اُن سے طلب کرتا ہی۔ اور اپنے باپ کا قوت بازو سے کمایا ہوا سرمایہ اُن کے حوالہ کرتا ہی۔ مگر واہ رے انقلاب زمانہ! آج وہی شخص ہم کو ایک جنگل میں سؤر چراتا ہوا نظر آتا ہی۔ وہ تمام یار جو اُس کے پسینے کی جگہہ خون بہانے کا دعویٰ کرتے تھے اُس کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ کوئی اتنا بھی نہیں کرتا۔ کہ ایک ٹکڑا روٹی اور دو گھونٹ پانی اُس کو دے! لوگوں نے اُس کے دسترخوان سے عمدہ عمدہ نعمتیں کھاکر اپنے کو حد سے زیادہ فربہ کیا ہوگا۔ مگر یہہ آج سؤروں کے پس خوردہ چھلکوں کو کھاکر اپنا پیٹ بھرنا غنیمت جانتا ہی۔ اس شخص کو ہم پھر بھی غنیمت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہہ اپنی اس حالت پر مطلع ہوکر اپنے عزیز ومہربان باپ کے گھر کو یاد کرتا ہی۔ اور اپنی عشرت کے زمانہ کے یاروں کے حق میں یہہ شعر

نعمت میں یار غار مصیبت میں برکنار
دُنیا پرست دیکھنے والے ہوا کے ہیں

پڑھکر یہہ کہتا ہوا اپنے باپ کے گھر جاتا ہی۔ کہ میں اُٹھکر اپنے باپ پاس جاؤنگا۔ اور اُس سے کہونگا۔ کہ اے باپ میں نے تیرے حضور آسمان کا اور تیرا گناہ کیا ہی۔ اور اب میں اس لائق نہیں کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤں۔ میں تیری منت کرتا ہوں۔ کہ مجھے اپنے نوکروں میں سے ایک کی مانند بنا“۔ مگر بعض دنیا پرست ایسے الست ہیں۔ کہ اُن کو خواہ کتنا ہی چونکاؤ وہ ذرا خبر نہیں ہوتے۔ اور یوں اُن کا انجام ہلاکت ہوتا ہی۔ اب اے دنیا کے فریفتہ لوگو زمانہ کو ہرگز کسی بیوفا سے کم نہ سمجھو۔ ”دنیا میں کیا ہی“ اُس کا بیان کرنا ایک طولانی تاریخ ہی جس کے ہر صفحہ پر خونیں کفنوں کی یادگار تصویریں موجود ہیں۔ ہر سطر زنجیر پا ہی۔ زلف وکاکل کی پیچ در پیچ مضامین ایسا پریشان نہیں کرتے۔ جیسا زمانہ کی تاریخی سطریں خیال میں پیچیدگیاں پیدا کرتی ہیں۔ عدم دستی دو ایسی تصویریں نہیں۔ کہ جنکا منظر ہر وقت سامنے رہتا ہو۔ مگر دنیا کے جانباز اُن کا ذرہ بھر خیال نہ کرکے اپنے وقت کو یونہی ضایع کرتے جاتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے۔ کہ ہماری روح جو نہایت بیش قیمت ہی۔ اس کے بچاؤ کی صورت کا وقت گذرتا جاتا ہی۔ صبح وشام کے اختلافات سے ایک اچھا سبق دنیا پرستوں کو حاصل ہو سکتا ہی۔ مگر چشم بینا اور گوش شنوا چاہیئے وقت کی اصول پونجی جس کو راس البضاعت کہتے ہیں مفت خیال خاماں اور شہوائے نفسانی کے پورا کرنے اور عیش وعشرت میں برباد ہوجاتی ہی۔ اور اسی کے ساتھہ روح بھی برباد ہوتی ہی۔ کوئی ان سے دریافت کرے۔ کہ اے میٹھی نیند سونے والو اب تو اُٹھو۔ کیا تم کو ابتک اُس مسرف بیٹے کے حال سے کچھ عبرت حاصل نہیں ہوئی؟ کیا تم نے اپنی زندگی کو پٹہ کرالیا ہی۔ یا اپنی سمجھ میں اس کو رجسٹری کرا رکھا ہی۔ کہ جس پر موت کا زور نہیں چلیگا؟ کیا تم اپنے سامنے گور کو شیر ببر کی طرح مُنہہ کھولے نہیں دیکھ رہے ہو۔ جو تم کو نگلنے کے لئے ہر وقت تاک لگائے بیٹھی رہتی ہی؟ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ تمہارا خیال اسی طرح دنیا کے عیش وعشرت کے لئے چلن

رہیگا؟ کیا تمہاری نازکخیالی ایسی ہی باریکیاں اور موشگافیاں کیا کریگی؟ کیا تمہارے مضبوط ہاتھ یونہی ورزش جوانمردی کا پٹہ لئے رہینگے؟ اے غارت گرو اپنی روح کے لٹیرے نہ بنو۔ دزدیدہ نگاہوں سے چوری چوری متاع خرد و دانش پر ہاتھ پھیری نکرو۔ اپنے شباب کے جوشیلے خون کو جو رگوں میں پارہ کی طرح دوڑرہاہے سفید نکرو۔ بلکہ اس کو اپنی خالق کی یاد میں کام لاؤ۔ دنیا کی لذتوں کو حاصل کرنے میں مانا تم چالاک ست سہی۔ تمہاری نگاہوں میں مقناطیسی کشش سہی۔ تمہاری آنکھوں کی پتلیاں گردش کا ساتھ دیتی ہیں آسمان سہی زمانہ سہی۔ مگر کب تک؟ آخر ایک روز یہہ سب ساقط ہو جائینگے اور تم گور کے دہن کا نوالہ ہو گے۔ شاید دیکھو کل تک جو پھول باغ عالم میں اپنی مہک سے دماغ پر قابو کئے تھی۔ دل میں جوش میں جوش پیدا کر رہے تھے۔ خیال کو پاکیزگی دے رہے تھے۔ وہ آج مرجھائے کمھلائے ہوئے پڑے ہیں۔ نہ کسی حسین کے گلے کا ہار ہیں نہ کسی میز پر گلدستہ بنکر بہار دکھاتے ہیں۔ نسیم سحر کے وہ نازک اور مستانہ جھونکے جو صبح کو کلیاں کھلا رہے تھے میٹھی نیند سونے والوں کے سرہانے پنکھا جھل رہے تھے۔ پھر دن چڑھے کیسے ٹھنڈے پڑ گئے۔

اے دنیا پر جان دینے والو ۱۸۹۴ء اب قریب اختتام ہے اگر تم کو اس کے آخر تک گور کی چاردیواری میں بند ہونا پڑے تو تم اپنے خالق کو کیا جواب دو گے؟ ابھی اٹھو۔ بیدار ہو اپنی راس البضاعت کو غنیمت جانو۔ اور اس کو قابو میں رکھو۔ اور خود اس کے ہر ایک لمحہ کو بے بہا موتی سمجھو۔ اور توبہ کرو۔ قبولیت کا در کھلا ہے۔ بے کھٹکے چلے آؤ۔ گذشتہ عمر میں تم کو تمہاری نفسانی بہکنیوالی آنکھ نے دہوکہ دیا۔ جہاں اس میں سات پردے تھے وہاں ایک پردہ غفلت کا بھی اس کے آگے موجود رہا اور اس آٹھویں پردے نے حایل ہو کر اصل حقیقت کو وصل مجازی کی ہری بھری شاخوں میں چھپا دیا۔ مگر اب اس حالت میں تم کو حسرت سے سبق لینا واجب ہے۔ وہ تمکو بیدار کرتی ہے۔ تمہارا فرض ہے۔ کہ جاگو۔ وہ اشاروں سے بتاتی ہے۔ تمہارا فرض ہے سمجھو۔ آواز سے جگاتی ہے۔ بلکہ اپنے ہاتھوں سے شانہ ہلاکر خواب غفلت سے جگاتی ہے۔ اب ایسا نہو۔ کہ تم اُس وقت اپنی آنکھ سے غفلت کا پردہ اُٹھاؤ۔ جب تم موت کا جام پینے پر تیار ہو۔ متاع کامیابی کو دزد حنا چھین لے ساغر لبریز ٹوٹ جائے۔ اور اُس وقت تم کو بصد افسوس و حسرت یہہ کہنا پڑے۔ ؎

دل میں شوق وصل۔ یاد یار تک باقی نہیں
آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا

احمد شاہ شایق
از لدراخ

دوستی

کسی امر کے بیان کرنے میں مثالوں یا واقعات صحیح سے کام لیا جاوے تو وہ امر بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے اور اُس کی وقعت بڑہ جاتی ہے۔ بمضمون ہذا کے واسطے ہمیں ایک واقعہ یاد آتا ہے جو کچھہ عرصہ گذرا الہ آباد کی گورہ فوج میں گذرا وہ یہہ ہے کہ ایک فوجی سپاہی کو چیچک نکلی اور وہ شفاخانہ میں بھیجا گیا اُسکا دوست سپاہی اُسکی خبر کو جاتا تھا جب بیمار اُس اپنے دوست کو کہتا کہ مجھکو گرمی اور جلن کے سبب سخت حیرانی اور پریشانی ہے تو اُسکو سردی پہنچانیکے واسطے وہ تندرست سپاہی اُسکے ساتھ لیٹ جاتا اور اپنا جسم ننگا کرکے اُس کے جسم سے لگاتا جس سے بیمار کو قدرے آرام معلوم ہوتا۔ اس سے ہمارا وہ مطلب ثابت ہوتا ہے جو پہلے مضامین میں ظاہر کیا گیا کہ جوانی کی دوستی بباعث جوش و طاقت کے مضبوط اور قایم ہوتی ہے۔ اے ناظرین!! اس خود انکاری پر غور کرو کہ ایک لگنے والی بیماری میں دوست کس طرح سے اپنے آپ کو اپنے ایک دنیاوی دوست کے واسطے قربان کرنے کو [illegible] آپ کے عوض دیا ہے اپنا جسم یا جسم کا آرام ترک کرنا چاہتے ہیں یا ترک کرتے ہیں یا باتوں کا زبانی حساب ہے اور خود غرضی کی زندگی گذار رہے ہو اور فیشن اور پیٹ کے واسطے اپنا سب کچھہ سمجھتے ہو۔ اگر اب تک ایسا کیا ہے تو آیندہ سے خود انکاری پر کمر ہمت باندہو تاکہ کھویا ہوا افضل پھر مل جاوے اور افتادہ اور خستہ حال انسان پھر کھڑا ہو جاوے۔

راقم
ایک عیسائی

بقیہ

بعض خیالات محمدی پر سرسری ریمارکس

۱۸۔ (لفظ پرستی) روایت ہے فرمایا حضرت نے اے لوگو توبہ کرو خدا کی طرف۔ کیونکہ میں بھی توبہ کرتا ہوں ایکدن میں سَو دفعہ۔ سَو دفعہ توبہ کرنے کا یہہ مطلب ہے کہ لفظ توبہ سَو دفعہ ہر روز پڑہا کرتا ہوں۔ پس اسی دستور پر اکثر محمدی تسبیح ہاتھ میں لے کر۔ یا انگلیوں پر شمار کرکے سَو دفعہ یا کم و زیادہ استغفر اللہ ربی واتوب الیہ پڑہا کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یوں مغفرت حاصل ہوگی۔

ہندو بھی خیال کرتے ہیں کہ "اونگ بھُوروہ۔ بھُواہ سُواہ اور گایتری کے تینوں چرنوں کو دونوں سندھیا میں وید پڑہنے والا برہمن جپ کرے تو سمپورن گن پراپت ہوں۔ انہیں تینوں الفاظ کو باہر جاکر ہزار بار ایک مہینے تک پڑھے تو بڑے پاپ سے چھوٹ جائے جس طرح سانپ کینچلی سے چھوٹتا ہے۔ جو برہمن۔ کشتری۔ ویش ان تینوں کو اپنے [illegible] نہیں پڑھتا ہے وہ [illegible] لوگ نندا کرتے ہیں۔

سیہہ ہی تینوں یعنے اونگ بھوہ ۔ بھوا و سوا ہ گائتری وید کا مکہ ہے۔ اور پرم آتما کے ملنے کا دروازہ ہے۔ جو شخص کاہلی چھوڑ کر تین برس تک ہر روز انہیں تینوں کو پڑھے وہ ہوا بمثل ہو کر پرم پدوی کو حاصل کرے" شاستر منو ادھیاہ ۲۔ اشلوک ۸۱ سے ۸۲ تک

مگر کلام خدا انجیل مقدس میں کوئی لفظ یا جملہ ایسا نہیں ٹھہرایا گیا۔ کہ جس کے سو یا ہزار بار صرف بولنے یا کہنے سے انسان کو کوئی فائدہ حاصل ہو سکے۔ بلکہ یہہ کہ انسان نئے جنم کے وسیلے دل کی تبدیلی حاصل کرے (یوحنا ۳: ۳) اور خدا سے مدد پاکر (زبور ۵۱: ۱۰-۱۱) تمام عمر اس کی مرضی کے موافق اپنی زندگی بسر کرے۔ تو وہ زندگی کا تاج (ابدی خوشی) حاصل کریگا۔ مکاشفات ۲: ۱۰ +

۱۹- (قبر پرستی) حضرت نے شروع میں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ مگر بعد کو حکم دیا۔ کہ قبروں کی زیارت کیا کریں اور قبروں پر جاکر مُردوں سے کہیں۔ السلام علیکم یا اہل القبور (اے قبروں میں رہنے والو تم پر سلام) اور اُنکے واسطے دعا کریں۔ اور قرآن کی عبارتیں پڑھکر انہیں ثواب بخشیں۔ بلکہ یہہ بھی فرمایا۔ کہ کعبہ کے حج کے بعد اگر کوئی میری قبر پر آئے گا۔ تو ایسا ہوگا۔ جیسے زندگی میں وہ مجھ سے ملا۔ اور ایک حج کے عوض دو حجوں کا ثواب اُس کو ملیگا۔ لیکن جس نے حج کیا۔ اور میری قبر پر نہ آیا وہ ظالم ہے" +

اسی خیال پر بعض محمدی صاحبان اکثر مشہور قبروں پر جانا۔ اور اُنپر میلے و روشنی اور انکی زیارت کرنا۔ اور چڑھاوے چڑھانا فخر کی سمجھتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اُن پیروں اور ولیوں کی خدمت کے ذریعہ اُن کو کچھ فائدہ حاصل ہوگا۔ اور نادانوں کو سمجھانے کے لئے ان کی فضیلت میں بڑی بڑی روائتیں گھڑ رکھی ہیں۔ جن کو عوام بڑے شوق سے سنتے اور راست خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ اُن کی کچھ بھی اصل نہیں۔ بلکہ صرف خیالی باتیں ہیں (کتاب تفتیش الاولیا کو پڑھو اور دیکھو) جن کے سبب انسان کا توکل خدا سے علیحدہ ہو کر صرف ایک خاک کی ڈھیری پر لگ جاتا ہے جو اسکی مرضی کے بالکل خلاف ہے +

ہندو بھی بعض فقیروں اور سادہوؤں کی سمادیں بناتے۔ اور ان کی تعظیم کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ بلکہ بعض مشہور آدمیوں اور اکثر دیوی درگا اور بھوانیوں کے نام پر مٹھ و مندر بنا کر بعض میں اُن کی مورتیں بھی بنا کر رکھتے ہیں۔ اور مٹھ اور مندروں پر جاکر بعض دفعہ روشنی اور میلے بھی کرتے۔ اُن پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اور ان سے منتیں مانگتے ہیں: اور نہ صرف ان سے۔ بلکہ محمدیوں کی دیکھا دیکھی ان کے نامزد پیروں اور ولیوں کی قبروں پر بھی جاکر اور اُن کے خیالوں اور باتوں میں شریک ہو کر اُن کے موافق وہ بھی مانتے اور عمل میں لاتے ہیں +

مگر کلام خدا انجیل مقدس کے کسی مقام میں قبر پرستی کی کوئی تعلیم کا اشارہ بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی خدا کے نبی نے کبھی یہہ فرمایا کہ۔ میری قبر پر آنے اور زیارت کرنے سے تمکو یہہ یا وہ فائدہ حاصل ہوگا۔ ورنہ ظالم ٹھہروگے: بلکہ فعل مذکور کو صریح بت پرستی میں ظاہر کیا گیا ہے۔ جو عین گمراہی اور خدا کی نظر میں نہایت نجس کام ہے: ایسے کام سے بچنے کے لئے خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی قبر کو ایسا غائب کر دیا۔ جسکا آج تک کہیں پتہ بھی نہ لگا (استثنا ۳۴: ۵-۶) اور یہہ اس لئے ہوا کہ مبادا بنی اسرائیل اُس کی قبر کی پرستش کرنے لگ جائیں (نامہ یہوداہ ۱: ۹) اور اگرچہ بعض نبیوں اور اکثر بزرگوں کی قبریں بعض جگہہ آجتک بھی معلوم ہیں۔ مگر کوئی بھی ان کی قبروں پر اُن کو ثواب پہنچانے۔ یا اُن کے ذریعہ کوئی ثواب یا فائدہ حاصل کرنے کے خیال سے ہرگز نہیں جاتا ہے:

۲۰ (خیالی گناہ) محمدی علما نے گناہ کی دو قسمیں ٹھہرائی ہیں۔ یعنے فعلی و خیالی: خیالی گناہ جس کو وہ وسوسہ یا باطل منصوبہ بھی کہتے ہیں اُس کی چار قسمیں مقرر کی ہیں۔ یعنے ہواجس خواطر۔ اختیارات اور عوازم: اول تین اقسام کے وسوسے محمدیوں کے خیال میں اُن کو معاف ہیں۔ مگر قسم آخر عوازم میں مسلمانوں کا تھوڑا سا مواخذہ اللہ کریگا۔ پوری سزا پھر بھی اُن کو نہ دیگا۔ اس لئے کہ وہ مسلمان ہیں اسلام کی رعایت ہوگی +

ہندو بھی منسا پاپ (خیالی گناہ) کو قابل مواخذہ یا خیال نہیں کرتے ہیں۔ جبتک کہ اُس کا پورا عمل ظہور میں نہ آوے +

مگر کلام خدا انجیل مقدس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گناہ کی جڑ خواہش ہے (جسکو غیر لوگ ایک ہلکی بات خیال کرکے اس سے بے پروا رہتے ہیں) وہی بیشتر انسان کے دل و خیال میں پیدا ہوتی ہے۔ اور بعدہٗ وہ گناہ کا ایک درخت بن جاتی ہے (ایوب ۱۵: ۳۵ و یعقوب ۱: ۱۵) پس گناہ قابل سزا بدرگاہ آلٰہی وہی ہے جس کی خواہش انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے جس کو انسان ظاہراً عمل میں لا سکے۔ یا نہ لاسکے +

قول خداوند یسوع مسیح "تم سن چکے ہو اگلوں سے کہا گیا۔ تو خون مت کر۔ اور جو کوئی خون کرے عدالت میں سزا کے لائق ہوگا۔ پر میں (مسیح) تمہیں کہتا ہوں۔ کہ جو کوئی اپنے بھائی پر بے سبب غصہ ہو عدالت (روز حساب) میں سزا کے لائق ہوگا (متی ۵: ۲۱ و ۲۲) تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تو زنامت کر۔ پر میں (مسیح) تمہیں کہتا ہوں۔ جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھ زنا کر چکا" ۲۷ و ۲۸ آیتیں +

پس گناہ کی اصلی جڑ اس کی خواہش ہے جو پہلے انسان کے دل و خیال میں داخل ہوتی۔ اور بعد میں انسان کو نہایت نفرتی و مکروہ بنا کر خدا سے دور کر دیتی ہے +

۲۱- (منتر جنتر۔ تعویذ گنڈے وغیرہ) حضرت نے یہہ بھی تعلیم دی ہے۔ کہ بیماریوں میں دوا بھی کی جائے۔ اور بعض بیماریوں میں منتر پڑھے جائیں۔ پر شرک کے منتر نہ پڑھے چاہئے کہ قرآن کی آیتوں کو منتر بناویں۔ اور خدا کے ناموں کو بھی منتر بناویں۔ اور غیر زبانوں کے منتر بھی پڑھے جاویں۔ بشرطیکہ ان کے ناموں میں شرک نہ ہو۔ بلکہ حضرت نظر بد کے بھی قائل تھے +

پس اسی خیال پر اکثر محمدی صاحبان سولوں ملانوں

سے تعویذ اور گنڈے لے کر اور دم کرا کر اپنے بچوں وغیرہ کے گلوں اور ہاتھوں پر باندھنا بہتر خیال کرتے ہیں۔ اور اُنکا زعم بعض بیماریوں۔ خطروں اور نظر بد وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لئے اکثر منتر جنتر۔ اور جھاڑ۔ پھونک وغیرہ کا زیادہ خیال رکھتے ہیں بلکہ اکثر مولویوں و ملانوں سے بھی تعویذ اور گنڈے استعمال کرتے

مگر کلام خدا انجیل مقدس ایسے سب وہمی خیالی باتوں کو ناروا۔ بلکہ جادوگری ٹھہراتا ہے۔ جو اُس کی مرضی کے محض خلاف ہے۔ ۲۔ سلاطین ۱۷: ۱۷-۲۔ تواریخ ۳۳: ۶)

پس اس عدولی مرضی آلٰہی کے سبب کوئی مسیحی جو خدا کے کلام سے واقف ہے ہرگز ایسا نہ کریگا۔ کیونکہ فعل مذکور اس کی نظر میں محض گھنونا اور بیجا ہے۔ جس سے مطلق کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا مگر ہاں بیماریوں کا علاج کرنا۔ اور مریض کے لئے خدا کے حضور میں التجا کرنا ایک امر ضروری اور عقل کے موافق بھی ہے۔ اگر مریض کی شفا اُس کی مرضی مبارک کے موافق ہے۔ تو ضرور اُس کو شفا حاصل ہوگی۔ جس کو نہ صرف مسیحی۔ بلکہ دنیا کے کل اہل عقل بھی تسلیم کرتے ہیں +

۲۲- (مکروہ اوقات) محضرت نے تین وقت بھی مکروہ ٹھہرائے ہیں جن میں نماز یا خدا کو سجدہ کرنا ناجائز بلکہ حرام ہے یعنے اول وقت طلوع اور دوم غروب آفتاب جن کی وجہہ حضرت نے یہہ بتلائی ہیں قرنین الشیطان جس کے لفظی معنے یہہ ہیں کہ درمیان دو سینگوں شیطان کے یعنے طلوع و غروب کے وقت سورج درمیان دو سینگوں شیطان کے ہوتا ہے۔ جس کو وہ اپنے سینگوں پر اٹھا لیتا ہے۔ اور وقت سوم دوپہر کو جو نماز منع ہوئی اس کا سبب حضرت نے یہہ بتلایا ہے ان جہنم تسجر الا یوم الجمعتہ کہ دوپہر کے وقت دوزخ میں ایندھن یا بالن جھونکا جاتا ہے۔ مگر جمعہ کے دن نہیں جھونکا جاتا ہے۔

ہنود میں بھی بعض وقت و بعض جگہہ وید شاستر کا پڑھنا منع کیا گیا ہے مثلاً۔ پتھا شکت اُتسرگ کرکے پکش رات تک یا اُتسرگ کے دن رات تک اور یکو دست سرادہ کا نیوتا کے کر اُس کے تین دن بعد تک اور راجا کے سُوتک میں اور چاند و سورج کے گرہن کے وقت وید کو پڑھنا نہ چاہئے۔ شکل پکش میں وید کو اور کرشن پکش میں شاستر کو پڑھے۔ شدر کے پاس۔ ناپاک جگہہ یا ناپاک جسم ہو تو ان حالتوں میں پڑھنا جتن سے تیاگ کرے۔ شاستر منو ادھیائے ۴۔ اسلوک ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۱۰ و ۱۲۷ +

مگر خداوند یسوع مسیح نے انجیل مقدس میں نہ کوئی وقت نماز (دعا) کرنے کے لئے مکروہ ٹھہرایا اور نہ کسی وقت یا کسی جگہہ یا کسی کے پاس کلام خدا کے پڑھنے اور اُس پر غور کرنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ نماز (دعا) میں خدا سے مدد حاصل کرنا اور کلام خدا سے تسلی پانا خاص کر برُے اور امتحان کے وقتوں میں ہی کمال ضروری ہے بلکہ خدا کے بندوں کے لئے ایسے وقتوں میں یہی روحانی و اصلی ہتھیار ٹھہرائے گئے ہیں جن کے ذریعہ وہ شیطان کا مقابلہ کرکے اُس پر غالب آسکتے ہیں (افسیوں ۶: ۱۰ سے ۱۸ تک) مگر یہہ سمجھہ میں نہیں آتا کہ سورج کے ساتھہ ایسی حرکت شیطان کے کرنے کے یا دوزخ میں ایندھن جھونکے جانے کے وقت نماز آلٰہی میں کیا خلل واقع ہو سکے۔ بلکہ خاص ایسے ہی وقتوں میں نماز بہت ضروری ہے تاکہ خدا دوزخ کے سخت عذاب سے بچا وے۔ پھر یہہ بھی خیال سے بالکل باہر بات ہے کہ کسی کتاب کی تاثیر کسی وقت۔ کسی جگہہ یا حالت میں یا کسی آدمی کے پاس پڑھنے سے جاتی رہے بلکہ جو کتاب آلٰہی ہے وہ خاص ایسے ہی وقتوں و حالتوں میں انسان کی رہنما ہے (زبور ۱۱۹: ۱۰۵) اور خاصکر برُے نادان و جاہل لوگوں کے سامنے پڑھنے اور اُس کا مطلب اُن کو سمجھانے سے بہت کچھہ فائدہ حاصل ہوا اور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خدا کے سامنے کل بنی آدم یکساں ہیں اور اس لئے اُس کا کلام مقدس بھی کل انسانوں کے لئے ایک موثر اور فائدہ بخش عطیہ ہے۔ زبور ۱۹: ۷ و ۸ +

یہاں تک محمدی صاحبان کے بعض خیالات دینیہ و رواجیہ کا مقابلہ جو مذکور ہوا اُس کی بابت ہر دانا و ہوشیار آدمی جان سکتا۔ کہ ان مذکورہ خیالات میں کوئی خاص نیرا گھڑا ہوا خیال نہیں ہے۔ بلکہ وہ سب کچھہ ان کی مذہبی کتاب قرآن۔ یا دوسری تصانیف کا انتخاب ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ہندوؤں کے خیالات بھی۔ جو اُس کے مقابلہ میں درج ہوئے وہ بھی بہت کچھہ ان کے مذہبی قانون دہرم شاستر منو سے نقل ہوئے۔ جس کو ہر ایک ہندو مانتا اور جانتا ہے۔ اور جن کا مقابلہ کرنے سے ہر کوئی ان کی حقیقت کو معلوم کر سکتا ہے۔ اگرچہ شاستر مذکور کی سب باتیں تو آج کل نہیں مانی جا سکتیں۔ مگر تو بھی بہت کچھہ دینی و دنیاوی رسومات میں مانی اور ادا کیجاتی ہیں۔ اور اگرچہ ایک دو باقیں صرف روائتی بھی درج ہوئیں۔ مگر وہ بھی کوئی نئی نہیں ہیں کیونکہ ہر کوئی ان کو تسلیم کرتا ہے۔

مسیحی تعلیم کا جو انتخاب درج ہوا وہ بھی میری من گھڑت باتیں نہیں ہیں بلکہ تعلیم بائبل کے موافق ہے۔ جس کو نہ صرف میں۔ بلکہ کل دنیا کے مسیحی تسلیم کرتے ہیں۔ پس اس مقابلہ سے جو کچھہ ظاہر و ثابت ہوتا۔ وہ یہہ ہے۔ کہ محمدی صاحبان کے مذکورہ کل خیالات صرف اہل ہنود کے خیالوں کے موافق۔ اور اہل کتاب مسیحیوں کی تعلیم کے محض خلاف درج ہوئے ہیں +

اب فرمائے کس طرح کوئی حقیقی طالب حق اپنی روح کو ان خیالوں کے سپرد کرکے اپنا دلی اطمینان اور پوری خوشی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر ان کی کوئی دوسری حقیقت ہے تو جیسا میں نے پیشتر عرض کیا پھر بھی مکرر وہی التماس کیا جاتا ہے کہ براہ نوازش ان کی حقیقت سے پوری آگاہی جو مناسب ہے عنایت فرمائیں۔ زیادہ آداب

راقم

بہادر مسیح۔ منشاد

واقعات اور زمانہ

امیر عبدالرحمن خان والی کابل

آجکل اتفاقات زمانہ سے ایشیا اور یورپ کے یہہ دو بڑے تاجدار یعنے زار انگزینڈر ثالث اور امیر عبدالرحمن خان ایسے بیمار ہیں کہ اُن کی زندگی کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ زار روس کی مہلک بیماری کو تو پولیٹکل مصالح کے باعث ہر چند چھپانے کی کوشش کی گئی مگر آخر ظاہر کرنی پڑی۔ امیر کابل کی بیماری کی خوفناک صورت اسی سے ظاہر ہے کہ پچھلے ہفتے میں اُس کی موت کی خبر تک ایک انگریزی اخبار نے شایع کر دی۔ موت اور حیات خدائے تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ مگر قرائن سے جو ہمارے سامنے موجود ہیں معلوم ہو سکتا ہے کہ امیر کی موت زار کی موت کی نسبت بہت سی پولیٹکل شورش کی محرک ہو سکتی ہے۔ زار کے مرنے سے سلطنت روس میں کسی غیر معمولی اندرونی یا بیرونی انقلاب کا اندیشہ نہیں عائد ہو سکتا۔ کیونکہ سلطنت روس کی حالت ہر جگہ پیشدستی کرنے کی ہے نہ کہ کہیں کچھ کھودینے کا اُسے اندیشہ ہے۔ لیکن امیر عبدالرحمن خان کے انتقال سے سلطنت کابل میں انقلاب عظیم کا اندیشہ ہے اس کے دونوں بیٹوں میں سے کسی میں عبدالرحمن خان سے نصف کے برابر بھی حکومت اور انتظام کی قابلیت نہیں۔ حبیب اللہ خاں اگر انگریزوں کا طرفدار ہے تو نصر اللہ خاں روسیوں کا ہوا خواہ کہا جاتا ہے۔ شاید ایسے وقت میں روسی اپنا رسوخ حد پر قایم رکھنے کے لئے زور دینا چاہیں تو انگریزوں کو ایوب خاں جیسے تجربہ کار حکمران سے کام لینا پڑے قطع نظر ان انتظامی خرابیوں کے ایک بہت بڑی مصیبت افغانستان کے حق میں امیر عبدالرحمن خاں کے انتقال سے یہہ وارد ہو سکتی ہے کہ اس امیر نے افغانستان میں جس جنگی اور اصلاحی طاقت کی بنیاد رکھی ہے وہ ناتمام پڑی رہیگی۔ انیسویں صدی میں انگلستان کی دوستی اور وساطت سے افغانستان ایسا کوہستانی اور یورپ کی تہذیب سے دور افتادہ ملک جو ترقی ساخت اسلحہ جنگ و تربیت افواج و انتظام ملک و سوشل اصلاح میں کر رہا ہے وہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں۔ اب اس بات کی عظمت پر نظر کرنے سے یقین ہو سکتا ہے کہ خداوند کریم کو منظور ہے کہ افغانستان کی حالت کو بدل دے اور اُس کو ایک چھوٹی سی ایشیائی ریاست کے پایہ سے اُٹھا کر ایک مستقل یورپین سلطنت کے درجے تک پہنچا دے۔ چنانچہ امیر عبدالرحمن اس کام کی تکمیل کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ اب اگر امیر کو اس سین سے موت علیحدہ کر دے تو اندیشہ ہے کہ یہہ سب کام ادہورا پڑا رہیگا اس لئے عجب نہیں ہے کہ مشیت ایزدی اُسے اس کام کی تکمیل کرنے کی مہلت دے کہ جو اُس کے ہاتھ سے انجام پا رہا ہے۔ بادی النظر میں یہہ خیال معقول معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ یہہ سب کام خدا کا ہے تو خدا جس کسی اور شخص کے ہاتھ میں اس کو رکھہ دیگا وہی اُس کی تکمیل کر دیگا۔ مگر جبکہ ہم تاریخ میں اس کی کوئی نظیر نہیں پاتے تو ماننا پڑتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی یہہ عادت نہیں ہے۔ دنیا کی تاریخ میں بعض بڑے بڑے کام کرنے والوں نے جب اپنے مشن کو پورا کر لیا ہے تو انہیں اُٹھایا گیا ہے۔ یہہ ہمارا خیال امیر عبدالرحمن خاں کے کام کی نسبت ہے۔ اور بالفرض اگر امیر اس مرض سے جانبر نہو سکے تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ وہ اپنا کام ایک حد تک ختم کر چکا ہے +

اب دیکھنا چاہئے کہ اگر امیر اس مرض سے جانبر نہو سکا تو کیسا انقلاب پیش نظر ہے۔ امیر کی دوستی جو گورنمنٹ ہند کے ساتھہ ہے وہ یقین دلاتی ہے کہ انگریز فوراً بلا کسی تامل یا تکلیف کے شہزادہ حبیب اللہ خاں کو افغانستان کا امیر بنا دیں گے۔ لیکن یا تو حبیب اللہ خان کی ناتجربہ کاری یا کسی دوسرے دعویدار کی کوشش سے ممکن ہے افغانستان ایک خوفناک خانہ جنگی کا سین نظر آوے کہ جو انگریزی اسلحہ کی مدد کے بغیر ختم نہو سکے۔ افغان عبدالرحمن خاں کے سایہ میں پیشتر کی نسبت زیادہ تربیت یافتہ سپاہی ہو گئے ہیں اور پہلے سے اسلحہ بھی اچھے استعمال کرتے ہیں۔ پھر اگر ان کے مقابلے کے لئے گورنمنٹ کو بھی زیادہ طاقت خرچ کرنی پڑے تو کوئی نئی بات نہیں۔ اس قسم کے خیالات اس میں شک نہیں کہ امیر عبدالرحمن خاں کے انتقال کے خبر کے ساتھہ فارن آفس اور گورنمنٹ ہند کے دل میں بھی ضرور گذرے ہونگے مگر تاہم ہم انہیں منحوس سمجھہ کر دفع کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ امیر صاحب ابھی بہت دنوں تک زندہ رہ کر افغانستان اور ہندوستان کی دوستی کو زیادہ مضبوط کرینگے + (ہمیم)

مہاراجہ گوالیار کی مسند نشینی

یہہ خبر سنکر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ مہاراجہ صاحب سیندھیا والئے گوالیار کو ۱۵ دسمبر کو کامل اختیارات حکومت تفویض کئے جاوینگے اور کونسل آف ریجنسی جس نے آپ کے ایام صغیر سنی میں ہر طرح سے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں توڑ دی جاویگی۔ بابو صاحب جادون پریسیڈنٹ کونسل آف ریجنسی دار المہامی کے منصب پر مقرر کئے جاویں گے اور ممبران کونسل اپنے سررشتہ کے نائب دیوان کہلائینگے۔ مسر مائکل فیلوز صوبہ دار مالوہ اور مسٹر سی دی سیدیرج علاقہ مالوہ سکرٹریٹ کی افسری پر مقرر ہوں گے اور آر دای بھگوت صاحب سکرٹری کونسل آف ریجنسی مالوہ کے صوبہ پر تعینات ہونگے۔ ریاست کے قدیم اور ضعیف اہلکاران کو جدید انتظام کی ضروری سرگرمی سے محروم ہیں پنشنوں پر علیحدہ کر دینگے اور ان کی جگہہ پر نئے اور قابل نوجوان امیدوار مقرر کئے جاویں گے۔ کونسل آف ریجنسی نے اپنے زمانہ اختیار میں ریاست کی ترقی اور بہبودی میں کوئی دقیقہ کوشش و جانفشانی کا باقی نہ رکھا۔ ڈاکوؤں کے گروہوں کو مسلسل کارروائی سے نابود کیا۔ ملک میں رستے صاف کئے اور سڑکیں نکال کر تجارت و فارغ البالی کو رونق دی۔ خزانہ میں پانچ کروڑ روپیہ جمع ہے جو مہاراج صاحب کے سپرد کیا جاویگا اور یہہ رقم اُس پانچ کروڑ روپیہ سے

وکیلوں کے دلالوں کی خرابی

وکیلوں کے ساتھ دلالوں کی سازش کی خرابی کچھ پنجاب پر ہی محدود نہیں ہے بلکہ تمام ہندوستان میں اس وبا سے اہل مقدمہ کا دم ناکوں آ رہا ہے۔ یہہ لوگ ریلوے سٹیشنوں اور گذرگاہوں پر بھیس بدل کر پھرا کرتے ہیں اور جہاں کہیں پردیسی اہل مقدمہ کو دیکھتے ہیں اُس کو ایسے پھندے سے پھنساتے ہیں کہ وہ بیچارہ فوراً اُن کی سازش کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کسی نامور وکیل کا مکان دریافت کرتے ہیں تو یہہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تو مر گیا ہے یا یہاں سے چلا گیا ہے اور محض دہوکہ بازی سے اُسکو ایسے وکیلوں کے پاس لیجاتے ہیں کہ جن سے نصف فیس کے حاصل کرنے کا معاہدہ پہلے سے کیا ہوتا ہے۔ اخبارات نے لکھا ہے کہ یہہ خرابی ناقابل برداشت اور وکالت پیشہ کے لئے سخت شرم کا باعث ہے لیکن بے فائدہ۔ اب سنتے ہیں کہ گورنمنٹ ہند متحرک ہوئی ہے اور وہ عنقریب وکالت پیشہ کے قانون میں ایسی ترمیم کرنیوالی ہے کہ جس سے ایسے بے ایمانوں کی چالاکیاں مشکل سے چلنے پائینگی۔ (عام)

سائنس کی ترقی

یورپ کے ایک مشہور عالم سائنس داں نے پیشین گوئی کی ہے کہ سائنس جس تیز رفتار سے ترقی کر رہا ہے ایک زمانہ آویگا جبکہ اراضیات پر گیہوں کی کاشت موقوف ہو جائیگی۔ اس لئے کہ لوگ گیہوں کھانا چھوڑ دینگے بلکہ اس لئے کہ گیہوں بجائے بونے کے مصنوعی طور پر تیار کیا جاویگا۔ گوشت کے لئے مویشیوں کا ذبح کرنا قطعی بند ہو گا کیونکہ عالمان کیمیا گوشت براہ راست اُن اجزا سے تیار کرینگے جن پر یہہ مشتمل ہے۔ ریل گاڑیاں چلنی کو آگ اور پانی سے بلکہ صرف ہوا سے۔ خوراک کے بنانیوالے کارخانوں کے انجن اُس گرمی سے چلا کریں گے جو زمین کے اندر موجود ہے۔ ریلوں میں مویشی یا کوئلہ نہیں لادا جائیگا کیونکہ خوراک کے ابتدائی عناصر و اجزا ہر جگہہ پائے جاتے ہیں۔ اگر کوئلہ کے کھودنے کی ضرورت ہو گی تو صرف اس لئے کہ اُن کو روٹی یا گوشت میں تبدیل کیا جاوے سب لوگ بیکار ہوں گے بجز کیمسٹ (کیمیاگر) کے جن کو کام سے کبھی فرصت نہ ہو گی اور وہی لوگ خوراک اور ناشتے بنا کر بیچا کریں گے۔ (منہ)

جنگ چین و جاپان

ٹوکیو سے خبر آئی ہے کہ اخراجات جنگ سے متعلق جس قدر سرکاری مسودات قانون جاپانی پارلیمنٹ میں پیش تھے وہ سب کے سب پاس کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد جلسہ پارلیمنٹ نے ایک عرضداشت بحضور شاہ جاپان پیش کی جس میں التجا کی گئی ہے کہ گورنمنٹ کو ایسی سزا دیکر چین کو نیچا دکھانا چاہئے کہ آیندہ اُس میں اُس کے بگاڑنے کی طاقت ہی نہ رہے اور نیز کسی طاقت کی دست اندازی کو جو اس غرض سے کیجاوے کہ جاپان اس جنگ کے مقاصد کے حاصل کرنے سے محروم رہے ہرگز قبول نہ کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جاپان بسب طرح سے جنگ پر تُلا ہوا ہے اور انگلستان کی صلح کرانے کی کوشش مشکل سے کارگر ہو سکتی ہے۔ حالانکہ انگلستان خیال کرتا ہے کہ یورپین طاقتیں اس کی کوشش کی موید ہیں اور یہہ کہ وہ ضرور جنگ کے بند کرانے میں آخر الامر کامیاب ہو گا۔ لنڈن سے خبر آئی کہ ۲۴ اکتوبر کو کئی ذرایع سے اس مضمون کی رپورٹیں پہنچی ہیں کہ دوشنبہ گذشتہ کو مقام ویجو پر ایک لڑائی ہوئی تھی بیان کیا جاتا ہے کہ جاپانی فوج اس جنگ میں مجبور ہو کر پیانگ کو پسپا ہو گئی۔ طرفین نے عظیم نقصان برداشت کیا۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ جاپانیوں کے تین ہزار سپاہی کام آئے اور چینیوں کے مقتولوں و مجروحوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ یاکوہاما سے خبر آئی کہ ۲۳ اکتوبر کو بندر دار لظر پر چینی و جاپانی فوج وہ بھی جہاز ہی میں ہیروشیما سے روانہ کی گئی تھی۔ اس جنگ کے مفصل حالات موصول نہیں ہوئے ہیں۔ شنگھائی سے خبر آئی ہے کہ شہنشاہ چین نے ایک حکم نافذ کیا ہے جس کے ذریعہ سے اُس چینی بیڑہ کے اجنبی افسروں کو اعزاز عطا کئے گئے ہیں جو یالو ندی کی جنگ میں شریک تھا اور مسٹر ٹوس اور مسٹر نِکلس جو جنگ مذکور میں بہادری سے کام آئے تھے اُن کے حق میں بھی اعزاز عطا ہوئے ہیں۔ لنڈن سے خبر آئی ہے کہ روئٹر کے نامہ نگار نے چیمپو سے ایک مراسلت ارسال کی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ کوریا کی زبردست قوم تونگ ہاک جاپانیوں کی سخت مخالف ہو رہی ہے اور یہہ مخالفت برابر بڑھتی جاتی ہے ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے کوریا و جاپان کی فوج سیول سے روانہ کی گئی ہے۔ قوم مذکور نے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جاپانیوں سے مخالفت کرنیکی قسم کھائی ہے۔ اس قوم کا اثر رعایا میں بھی پھیلتا جاتا ہے جس سے جاپان کی مشکلات کوریا میں امن قایم کرنے سے متعلق دمبدم بڑھتی جاتی ہیں۔ جاپانی لوگ اہل کوریا کے دلوں کو روپیہ کی چاٹ سے تسخیر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور بہت سا روپیہ لٹا رہے ہیں کہ کسی طرح کوریا والے اُن کے دوست بن جاویں۔ پیسیول میں اس بات کو غلط سمجھتے ہیں کہ چین و جاپان کے درمیان صلح کی گفتگو شروع کی گئی ہے۔ (منہ)

انگریزوں کی ایجادوں کا بیان

اُن کا کارخانہ

سنہ ۱۱۳۲ء میں بادشاہ ہنری اول کے عہد میں قایم ہوا۔

شیشہ سنہ ۱۱۸۰ء میں بعہد حکومت شاہ ہنری دوم مکانوں کی کھڑکیوں میں شیشے لگانے شروع ہوئے۔

بارود۔ پادری سوارٹز صاحب نے سنہ ۱۳۵۲ء میں ایجاد کی اُس وقت شاہ ایڈورڈ سوم انگلستان میں حکمران تھے اور اُسی بادشاہ کی حکومت میں بندوقوں اور توپوں کے استعمال سے بڑی بڑی جنگی ترقیاں ہوئیں۔

جہاز۔ جہاز کی بنیاد شاہ ہنری ہفتم کے عہد سے جو سنہ ۱۵۰۹ء

میں حکمران تھا خیال کی جاتی ہے۔ قبل حکمرانی اس بادشاہ کے باقی غیر ملکوں سے کرایہ پر جہاز لاتے تھے شہر سونی میں اس بادشاہ نے اول ہی اول اپنے واسطے ایک بڑا جہاز طیار کرایا تھا +

چھاپہ - سنہ ۱۴۲۶ء شاہ ہنری ششم کے عہد میں نوسٹ صاحب نے چوبی تختوں سے چھاپنا شروع کیا اور سنہ ۱۴۵۰ء میں پریس ایجاد ہوا شاہ ایڈورڈ چہارم کے دوران حکومت سنہ ۱۴۷۱ء میں چھاپہ خانہ جاری ہوا +

ولیم کگسٹن صاحب جنہوں نے ہولنڈ میں یہہ فن سیکھا تھا ایک فرانسیسی کتاب کا ترجمہ کر کے اُس کو چھاپا - اول ہی اول یہہ کتاب انگریزی زبان میں چھاپی گئی +

صاحب ممدوح نے سنہ ۱۴۷۴ء میں ایک چھاپہ خانہ دسٹر میں قایم کیا تھا اور رفتہ رفتہ اسکاٹ لینڈ میں سنہ ۱۵۰۸ء میں آئرلینڈ میں سنہ ۱۵۵۱ء میں چھاپے خانے جاری ہو گئے +

ڈاک - اول مرتبہ لنڈن سے اسکاٹ لینڈ تک ڈاکخانہ ہی بادشاہ کے عہد میں جاری ہوا +

اخباروں کا شایع ہونا - ملکہ الیزبتھ کے عہد سے مشہور ہے جو سنہ ۱۵۵۸ء میں تخت نشین ہوئی تھیں چنانچہ انگلستان میں گزٹ نامے اخبار جولائی سنہ ۱۵۸۸ء میں جاری ہوا اور اُس کے پرچے ابتک عجائب خانہ لنڈن میں موجود ہیں +

تھرما میٹر - جس سے حرارت کی جانچ ہو سکتی ہے اور مکراسکوپ (شیشہ کلاں) اور بیرومیٹر ہوا دیکھنے کا آلہ بعہد چارلس اول سنہ ۱۶۲۵ء میں جاری ہوا اور اسی زمانہ سے قہوہ کا استعمال شمار کیا جاتا ہے +

بینک - پٹرسن صاحب ساکن اسکاٹ لینڈ نے سنہ ۱۶۹۴ء میں بینک انگلستان کی بنیاد ڈالی اور سیر مینی اکا نقد نوٹ اسیوقت سے استعمال میں آنے لگے - یہہ امور شاہ جیمس دوم کے عہد میں وقوع میں آئے +

ٹیکا لگانا - سنہ ۱۷۹۶ء سے شروع ہوا اور اُس کی آزمایش اول اول جانوروں پر کی گئی +

گیاس - جارج سوم کے زمانہ میں سنہ ۱۸۰۷ء میں بمقام لنڈن اس روشنی سے سڑکیں منور کی گئیں +

آگبوٹ - سنہ ۱۸۱۲ء میں ہنری بیل صاحب نے آگبوٹ جاری کیا اور سنہ ۱۸۲۲ء میں آہنی دخان کش دریائے ٹیمس پر چلایا گیا دخان کش کے ذریعے ہندوستان کو اول سفر سنہ ۱۸۲۵ء میں ہوا +

ریلوے - بعہد شاہ ولیم چہارم سنہ ۱۸۳۰ء میں جاری ہوئی اور اول مابین شہر لیورپول اور منچسٹر کے چلائی گئی +

فوٹوگراف - شروع ساخت جناب ملکہ سنہ ۱۸۳۹ء فوٹوگراف کا کام جاری ہوا جس سے زیادہ تر کوئی مشہور ایجاد نہیں ہوئی اس ایجاد کا فخر ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے عہد ہمایوں کو حاصل ہوا ہے - اور روز بروز ترقی ہو رہی ہے + (خیرخواہ عام)

پولیس کی ہوشیاری

۱۷ اکتوبر کو بمقام لاہور گمٹی بازار میں ایک جھنڈ قماربازوں کا نہایت اُستادی اور دلیری سے خود کپتان صاحب افسر پولیس نے گرفتار کیا - یہاں ایک مشہور بیٹھک جواریوں کی ہے جہاں بیسیوں بدمعاش اور آجکل اکثر سفید پوش لوگ بھی قماربازی کرتے ہیں کہ دیوالی کے دن ہیں - کپتان صاحب معہ ایک اور انگریز افسر کے بھیس بدلے ہوئے تھے اور بالکل پنجابی سفید پوش معلوم ہوتے تھے ساتھ چار سفید پوش پولیسمین بھی تھے اس وقت قریب اُنیس بدمعاش جمع تھے حملہ کرنے کے وقت قریب آٹھ کے بدمعاش بھاگ جانے میں کامیاب ہوئے لیکن توبھی قریب گیارہ کے پکڑے گئے کپتان صاحب کی دلیری اور رعایا پروری کی بڑی تعریف ہو رہی ہے معرکہ قریب دس بجے رات کے ہوا بازار کے لوگوں کا بیان ہے کہ شام کے وقت دو معزز پنجابی اصحاب بازار میں ٹہلتے ہوئے دیکھے گئے چاندنی جوتی اور کمر میں دہوتی اور پگڑی وغیرہ سے نہایت بانکپن ظاہر ہوتا تھا رنگ کی سفیدی سے کسی تاڑباز کو شاید شک ہو گیا ہو تو ہوا ہو لیکن بھیس ایسا بدلا ہوا تھا کہ شام کے اندھیرے میں بالکل شبہ نہ پڑتا تھا اور دونوں صاحب تیتر کے باجے معلوم ہوتے تھے - پولیس کی خبرداری کا یہہ نہایت قابل تعریف نشان ہے +

کرسچن کانفرنس

دسہرہ کی تعطیل میں سالانہ جلسہ ہندوستانی عیسائی صاحبان کا لکھنؤ میں ہوا اس کانفرنس کی غرض یہہ ہے کہ دیسی عیسائیوں کی ضروریات اور خواہشات پر لحاظ کر کے گورنمنٹ کی توجہ مبذول کرائے اور سوسائٹی کے اندر مناسب اصلاح کا خواہاں ہو کانفرنس نے کئی رزولیشن دیسی عیسائیوں کے مفید پاس کئے ایک رزولیشن یہہ تھا کہ گورنمنٹ میں درخواست پیش کی جاوے اور مثل سالگذشتہ عرض کیا جاوے کہ اب جبکہ دیسی عیسائی تعلیم یافتہ ہوتے جاتے ہیں اُن کو سرکاری عہدے عطا فرمائے جاویں اور مثل ہنود و مسلمانان اُن کے حقوق کا لحاظ کیا جائے دیسی عیسائیوں میں تجارت اور صنعت کے فروغ کی بابت بھی بحث ہوئی بنارس کے ریورنڈ ہیرا سنگہ صاحب نے جنکا ذکر مذکور اکثر ولایت اور ہندوستان کے اخبارات میں ہوا تھا کہ اُنہوں نے روحانی تعلیم حاصل کی ہے تحریک پیش کی کہ ہندوستان میں دیسی عیسائیوں کو عیسائیت پھیلانے کے لئے خود ہی ایک سوسائٹی قایم کرنی چاہئے دو روز تک اجلاس کانفرنس رہا آخری روز جلسہ بارہ دری قیصر باغ میں ہوا جس جلسہ میں مسٹر مینکیناش صاحب کمشنر لکھنؤ صدر نشین تھے +

کلکتہ

میں ایک بچہ کو ادہر سانپ نے کاٹا ادہر جان بحق ہوا اُسکے منہہ سے حرف یہہ کلمہ نکلا تھا کہ باپ مجھے سانپ نے کاٹ لیا میری مدد کر ہنوز باپ یہہ سُن کر اس کے پاس ہی پہنچنے پایا تھا

کہ اُس کا کام تمام ہوگیا ہر ایک شخص پر فرض ہے کہ وہ اُس دوا کو اپنے پاس رکھے جس سے سانپ کا زہر فوراً دور ہو جاتا ہے۔

اودیپور مشن

ہمارا نامہ نگار کاتب ہے۔ کہ اودیپور میں مشن سکولوں کا سالانہ جلسہ تقسیم انعام ۱۸ اکتوبر سنہ رواں کو بوقت ۳ بجے بعد دوپہر کبیری جسکرن جی کے باغ میں فراہم ہوا۔ جلسے کے میر مجلس جناب ٹامسن صاحب بہادر تھے۔ چہ مشن سکولوں کے طلبا کا شمار ۱۲۳ لڑکے۔ اور ۳۰ لڑکیاں تھا۔ لڑکے لڑکیاں خیمہ کے باہر بترتیب بٹھلائے گئے۔ شروع میں جناب پادری اے۔ پی۔ سی جیمس صاحب سپرنٹنڈنٹ مشن نے ایک گیت گانے کے ساتھ جلسہ کو شروع کیا۔ بعدہ مسٹر جوزف ہیوم ہیڈ ماسٹر مشن سکول نے دعا مانگی۔

جنابہ مسز ٹامسن صاحبہ کے ہاتھ سے لائق انعام طلبہ کو انعام تقسیم کرایا گیا۔ اور اس کے بعد میر مجلس صاحب بہادر نے سکولوں کی کارروائی اور لڑکوں کے فرائض کے بارہ میں ایک عمدہ سپیچ بزبان انگریزی دی۔ پھر جناب ڈاکٹر واٹ ہوس نے سامعین کے لئے ایک عمدہ اور دلچسپ انگریزی بیان کیا۔ جب یہہ سب کچھ ہو چکا۔ تو سب لڑکے لڑکیوں نے مل کر یہہ گیت گایا۔ "یسوع مسیح میرو پران بچیّا"۔ پھر سب شرکا جلسہ کو گلدستے نذر دیکر دعا کے ساتھ رخصت کیا گیا۔

کلکتہ

چت نگر کے ایک ہندو نے اپنے ایک ہمسایہ کی گائے کو کسی ذاتی رنجش کے باعث زہر دے کر مارڈالا علی پور کے ڈپٹی مجسٹریٹ نے اُس کو ۶ ماہ قید سخت کی سزا دی۔ شیشمین کے مالک اور اڈیٹر کپتان ہیلی نے جو ۱۲ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کیا تھا وہ ۱۸ کو فیصل ہوا۔ مقدمہ خارج کر دیا گیا اور مدعا علیہم رہا کر دئے گئے۔ ایک مسلمان نے ایک شخص کا کان کاٹ لینے کے جرم میں ۶ ماہ قید سخت کی سزا پائی۔ انسپکٹر پولیس سی رائے نے ۲۳ مارواڑی جواریوں کو گرفتار کر کے اجلاس پر پہنچایا۔ ۳۴۴ روپے بر سر موقع پائے گئے تھے وہ غریبوں کے بکس میں ڈلوائے گئے۔ مدعا علیہ نمبر ا پر دس روپیہ اور بقیہ پر ۵-۵ روپیہ جرمانہ کیا گیا۔ کابلیوں نے آجکل شہر کے حوالی میں جرائم پر کمر باندھی ہے۔ ۲ نے ایک شخص کو چند روپیوں کے لئے مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ اور دو دوسروں نے اسی ضلع میں ایک خلاصی کو تین روپیوں کے لئے اس طرح مارا کہ اُس کی کھوپڑی پھٹ گئی حالانکہ اُس نے اُنکی باقی داری سے لاعلمی ظاہر کی تھی۔ اُس کی زندگی کا قرینہ کم ہے اور مقدمہ زیر تجویز ہے۔ راجہ نثور کے خلاف راجشاہی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے وارنٹ جاری کیا وہ امہرسٹ اسٹریٹ نمبر ۴۸ میں مقیم تھے گرفتار کر کے ڈاک سے بحفاظت پولس کل راجشاہی کو روانہ کر دئے گئے۔ وجہ یہہ ہے کہ کسی مقدمہ میں اُنکی حاضری ضرور تھی۔ اور وہ یہاں روپوش ہو کر بیٹھ رہے تھے۔

مہدی سوڈان کی جدوجہد

علاقہ سوڈان سے خبر آئی ہے کہ مہدی بہت سرعت کیساتھ اومدرمن اور خرطوم میں جدید قلعبندی کر رہا ہے کیونکہ اُس کو معلوم ہوا ہے کہ انگلستان اور اٹلی دونوں ملکر اُس کے ملک پر فوج کشی کرنے کا پختہ ارادہ رکھتے ہیں۔ مہدی نے بہت سے مصری قیدیوں کو قتل کروڈالا ہے جن میں اکثر وہ بھی شامل ہیں جنہوں نے مہدی کی ملازمت اختیار کی تھی۔ قتل کی وجہ یہہ بیان کی گئی ہے کہ مہدی کو ان لوگوں کی ایمانداری پر شبہہ پیدا ہو گیا تھا۔ مہدی نے حال میں تمام امیروں کو اومدرمن میں طلب کیا تھا لیکن ان میں سے صرف چند امیروں نے حکم کی تعمیل کی کیونکہ اسباب کی افواہیں مشہور تھیں کہ مہدی کا ارادہ صلاح لینے کا نہیں ہے بلکہ اُن امیروں کے قتل کا ارادہ ہے کہ جنکی وفاداری پر اُس کو شبہہ تھا۔ کہتے ہیں کہ مہدی کو اندیشہ ہے کہ کردفان میں بغاوت کا مواد

مُلکوں اَور شہروں کی مختصر خبریں

زار روس کی بیماری ترقی پر ہے۔ روس کے گرجاؤں میں زار کی صحت کے لئے خدا سے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ پایۂ تخت کے بازاروں میں زار کی حالت کے پرچے چھپاں کئے جاتے اور بے شمار لوگ اُن کو پڑھتے ہیں۔

مڈیگاسکر پاگر فرانس نے فوج کشی کی تو وہ پندرہ ہزار سپاہ فوراً روانہ کرے گا۔ اس فوج کے لے جانے کو گورنمنٹ فرانس نے چالیس آگبوٹ مہیا کر رکھے ہیں۔ الٹی میٹم کے جواب کا انتظار ہے۔

اخبار نوائے ورسیا لکھتا ہے کہ آخر کار افغانستان کا قطعی فیصلہ یہہ ہوگا کہ اس ملک کو روس اور انگلستان آپس میں بانٹ لیں گے۔ اس تحریر سے روس کی نیت کا اندازہ معلوم ہو سکتا ہے۔

بقول اخبار شمالی کچھ عرصہ سے گورنمنٹ ریاست پٹیالہ کی ابتر حالت پر غور کر رہی تھی۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اب گورنمنٹ کو ایسے طور پر دست اندازی کرنی پڑے گی کہ مہاراجہ صاحب کو ناگوار نہ گذرے۔

جاپانی فوج نے یالوندی کو عبور کر کے۔۔ چینی سپاہ کو منتشر کر دیا ہے۔ اب جاپانی فوج قلعہ کیوسن پر حملہ آور ہوئی ہے۔ چین کا حال بُرا ہے۔

سیلون میں لوگ تنگ ہیں کہ آوارہ آدمی بہت بڑھتے جاتے ہیں جس سے خوف ہے۔

سیالکوٹ میں جب ۱۸ اکتوبر کو میونسپل الکشن ہوا تو بقول سراج الاخبار لوگ بیماروں ومردوں کو بھی کندھوں پر اٹھا کر ووٹ دلاتے تھے۔ ایک بیمار ایسا بیہوش تھا کہ اُس کو بولنا مشکل تھا کہ کس کے لئے ووٹ دینے آیا تھا۔

جاپان کی افتتاح پارلیمنٹ کے موقع پر شاہ جاپان نے ایک زبردست تقریر کی۔ اس تقریر میں جاپانی فتوحات پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور تمام الزام جنگ کا چین کے سر پر تھوپا +

اس بات کی تردید کی گئی ہے کہ جنگ چین وجاپان کی تجویز مصالحت میں برٹش گورنمنٹ کی سبکی ہوئی۔ برخلاف اس کے تمام یورپین طاقتیں متفق ہیں کہ اس جنگ کو ضرور بند کرانا چاہئے +

پایۂ تخت روس سے خبر آئی ہے کہ اسحاق خاں نے تخت افغانستان کا دعویٰ کیا ہے۔ درصورت وفات امیر کابل وہ اپنے اس دعویٰ کو خفیہ روسی امداد اور سازش سے پیش کرے گا +

اسحاق خاں مرے نہیں۔ وہ مزے سے بخارا میں دندناتے ہیں۔ اور ان کا لڑکا روس میں تعلیم پا رہا ہے۔ جب اسحاق خاں نے امیر عبد الرحمٰن خان سے شکست پائی تھی ان کا نام ایک اخبار نے مسحوق خاں رکھا تھا +

خبر ہے کہ امیر کابل کی حالت اب رو بصحت ہے۔ آرام ہوتا جاتا ہے۔ یہہ بھی خبر ہے کہ انہوں نے سردار حبیب اللہ خاں کو اپنا جانشین مشتہر کر دیا ہے اور تمام افسروں کو اُن کی فرمانبرداری کی تاکید کر دی ہے +

ملک سیام میں یہہ دستور ہے کہ پہلی منکوحہ بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں مگر بیچ نہیں سکتے۔ باقی عورتیں جن سے بعد میں شادی کی جائے فروخت بھی ہو سکتی ہیں۔ کثیر الازدواجی کے یہی نتائج ہیں +

سُنا گیا کہ فوجی گروہ مسمی وائٹ منڈاے میں آیا تھا اور خفیہ طور پر گم ہو گیا ہے۔ افواہ ہے کہ وہ شاہ برما کے تاج کے جواہرات لینے کے لئے لنڈن سے آیا تھا۔ اور لے کر چلا گیا ہے +

بقول تازہ رپورٹ محاصل افیون ہند کے بہ نسبت تخمینہ ۴۰ لاکھ روپیہ زیادہ وصول ہوا۔ کیا یہہ زیادتی محاصل افیون افیون کمیشن کے دورہ ہندوستان کا نتیجہ ہے؟

اخبارات بمبئی و پونا کھلم کھلا لکھ رہے ہیں کہ سرکار انگریزی کی حکومت سے انصاف بالکل اُٹھ گیا۔ بخلاف ان کے ٹائمز آف انڈیا اور بمبئی گزٹ وغیرہ حکام انگریزی کی تعریف کرتے اور تمام الزام ہندوؤں کے سر تھوپتے ہیں +

بلوہ پونا کے ملزموں کے مقدمات اجلاس سشن میں ہر روز سماعت ہونے لگے ہیں۔ جیوری میں کوئی ہندو یا مسلمان نہیں ہوتا صرف پارسی پرتگالی اور یوریشین بیٹھتے ہیں +

شولاپور میں جن مسلمانوں نے ہندوؤں کے مندر میں گھس کر نقارے توڑ پھوڑ ڈالے تھے۔ اور ہندوؤں کو زدوکوب کیا تھا انہیں پانچ پانچ روپیہ جرمانہ اور عبد الحق کو پیر نانک کو دو ماہ قید کی سزا دی گئی +

پونا میں وشنو بائی مورت شریروں نے غائب کی یعنی رکھما بائی کی مورت توڑ ڈالی۔ گنیش جی کے مندر میں دیوتا کی مورت کے سامنے نجاست کے ٹوکرے ڈالے گئے۔ تلسی باغ میں پتھر برسائے گئے۔ مجرموں کا کہیں پتا نہیں +

اجمیر کسی بدبخت نے ایک نوزائیدہ بچہ کے منہ میں روئی ٹھونس کر ایک کنوئیں میں ڈالدیا تھا خبر ہونے پر پولیس نے اُس کو نکال لیا۔ اُس بچہ کو ایک صاحب نے پرورش کرنے کے لئے لے لیا ہے جو ہنوز زندہ ہے +

الہ آباد گورنمنٹ پریس سے ٹیپ کے حروف چرانے پر مسمیان کالیشر پرشاد اور بیجنا تھ بموجب دفعہ ۴۱۱ تعزیرات ہند ملزم ٹھہرائے گئے۔ کالیشر پرشاد گورنمنٹ پریس میں محرر تھا اور اُس کے بھتیجے کا ایک خاص چھاپہ خانہ شہر میں ہے +

جونپور کی طغیانی سے عمدہ عمدہ مکانات برباد ہو گئے ہیں۔ پرانے اور خام مکانات کا تو کیا ٹھکانا ہے۔ غربا سروں پر گھر اُٹھائے پھرتے ہیں۔ شہر کے محلوں میں کشتیاں چل رہی ہیں۔ الامان +

جیل خانہ سو ہنگاولی علاقہ گوالیار میں قیدیوں نے ہنگامہ برپا کیا۔ سنتریوں کو لٹھوں سے مار کر بھاگنے لگے۔ سپاہیوں نے انتیس مفرور قیدیوں کو گولیوں سے مار ڈالا۔ آٹھ دس سپاہی بھی مارے گئے +

پنجاب یونیورسٹی کے جلسہ کانووکیشن میں حضور لارڈ ایلگن وائسرائے ہند کو ڈگری ایل ایل ڈی ملے گی۔ بدیں وجہہ اب کے اس جلسہ میں غیر معمولی رونق ہوگی۔ اور والیان ریاستہائے پنجاب بھی رونق بخش ہوں گے +

لاہور میں ایک مسلمان قصاب اور کھتری کے آپس میں کسی سودے اور لین دین پر جھگڑتے ہوئے یہاں تک نوبت پہنچی کہ قصاب نے کھتری کو ایک لاٹھی ماری اور کھتری نے اُس کی چھری اُٹھا کر اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالا +

لاہور میں وائسریگل دربار کے لئے ابھی سے بقول سیول اینڈ ملٹری گزٹ خیموں کا جنگل اُگ آیا ہے جہاں تک نظر جاتی ہے خیمے ہی خیمے نظر آتے ہیں۔ مکانات کا کرایہ بہت درجہ بڑھ گیا ہے +

سیالکوٹ سے ایک نامہ نگار نورافشاں لکھتے ہیں کہ ایک عیسائی لڑکا جو الیف اے کلاس میں پڑھتا تھا وہ چھہ روپیہ ماہوار پر پولیس کے رنگروٹوں میں بھرتی ہوا ہے۔ یہہ علم کی قدر ہو رہی ہے +

امرتسر کے ایک متمول ساہوکار حضور وائسرائے کی تشریف آوری کی یادگار میں ایک بڑا گھنٹہ گھر بنانا چاہتے ہیں۔ جس میں رات کے وقت بھی وقت معلوم ہو سکے گا۔

شعر و سخن

خمسہ

بر غزل جناب منشی حسن علی صاحب سفیر اڈیٹر ملحق نورافشان
لودیانہ
من نتیجہ طبع مولوی مراد علی صاحب ہوشیار
مالک مطبع چراغ راجستان و اڈیٹر راجپوتانہ گزٹ اجمیر

تسکین جی کو اپنے کسی دم ذرا نہ تھی ؛
تازہ کرے جو روح کو ایسی غذا نہ تھی ؛
یعنے رہائی روح کی جز خونبہا نہ تھی ؛
آزار سے گناہ کے ممکن شفا نہ تھی
عیسیٰ کے خوں سوا کوئی اُسکی دوا نہ تھی

دو کام نیک گر ہوئے تو لاکھہ کام بد
افسوس ساری عمر یہہ گذری بہ رد و کد
لگتی نہ ناؤ اپنی کبھی پار بے مدد ؛
تھا خوف باز پرس گناہان لاتعد
اندوہ یاس و رنج کی کچھہ انتہا نہ تھی

کل تھا اگر نحیف تو بیمار آج میں ؛
ہوتا تھا روز ہرج ہر اک کام کاج میں
آٹھوں پہر تھا سخت تلون مزاج میں
پھرتے تھے مارے مارے تلاش علاج میں
اس بے خطا دوا کی خبر مطلقا نہ تھی ؛

پڑھتے تھے ہم کلام خوش الحان جا بجا
کرتے پھرے نصیحتیں داڑھی ہلا ہلا ؛
اوہام باطلہ میں مگر خود تھے مبتلا ؛
مثل جہاں عمل پہ تھے نازاں پئے شفا
ہم کو نوید فضل کی پہنچی ندا نہ تھی ؛

کاشی کبھی گئے کبھی پشکر کے گھاٹ پر ؛
اور پوجتے بتوں کو پھرے شام اور سحر ؛
سمرن پھرائی ہاتھہ میں لیکر ادہر ادہر
تھا آسرا نجات کا اعمال نیک پر ؛
دنیا میں کوئی اس سے زیادہ خطا نہ تھی

اب لو لگی ہے اپنی اُسی ذات پاک سے
ڈرتی بلا ہماری ہے شیطاں کی دھاک سے
تخت فلک نصیب ہوا فرش خاک سے
حاصل ہوئی صحت مدد روح پاک سے
تقدیر ورنہ اپنی تو ایسی رسا نہ تھی ؛

غالب ہے موت و قبر پہ زندہ ہے دائما ؛
فانی ہے سب یہہ ذات کو اُسی کی ہے بقا ؛
کیا پائے کُنہہ ذات کو اُس کے کوئی بھلا
ہر ہر سپہر فضل و عطا مظہر خدا
اوصاف حق سے طبع بشر آشنا نہ تھی

تعریف اُسکی کوئی کہاں تک بھلا لکھے ؛
چھوٹا دہن ہے بات بڑی کیا کوئی کہے ؛
بہتر یہہ ہے سفیر کے اس قول پر رہے
انسانیت کو فخر ہے ذات مسیح سے
عزت تھی خاک کی مگر اس کی فزا نہ تھی

مایوس ہو کے کب تیرے در سے کوئی گیا
لاکھوں مریض پا گئے اک آن میں شفا
اس معجزہ پہ کیوں نہوں صدقے ہم فدا
مردہ کو زندہ کر دیا روحی لک الفدا

پادری - ای - پی - نیوٹن صاحب مینجر نور افشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایچ وائلی کے اہتمام سے چھپا ؛